مدثر احمد غوری

شعبۂ انگریزی کے اسکالر مدثر احمد غوری ولد جناب ناظر احمد غوری کو پی ایچ ڈی کا اہل قرار دیا گیا۔ انہوں نے اپنا مقالہ ''چیلینجنگ دی اسٹیریوٹائپس: اے اسٹڈی آف سلیکٹ ویمن ناولسٹس آف انڈیا'' ڈاکٹر ناگیندر کے، اسسٹنٹ پروفیسر کی نگرانی میں مکمل کیا۔

محمد طارق

شعبۂ ترجمہ کے اسکالر محمد طارق ولد انظر احمد کو پی ایچ ڈی کا اہل قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنا مقالہ ''ترجمے میں مداخلت: ایک اطلاقی مطالعہ (عربی ادب کی منتخب کتابوں کے اردو ترجموں کے حوالے سے)'' ڈاکٹر سید محمود کاظمی، اسوسی ایٹ پروفیسر کی نگرانی میں مکمل کیا۔ اس موضوع کے تحت محمد طارق نے عربی سے اردو میں ترجمہ کردہ مختلف کتابوں کی مثالوں کے ذریعے عمل ترجمہ کے دوران ہونے والی مداخلت کی مختلف اقسام پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

سید عادل احمد

سید عادل احمد ولد جناب سید غفور احمد کو فارسی میں پی ایچ ڈی کی ڈگری کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے ''ڈاکٹر وائی ایس آر تلنگانہ اسٹیٹ میوزیم، حیدرآباد کے کتب خانہ میں محفوظ فارسی مخطوطات کی وضاحتی فہرست کی تدوین و تیاری'' کے موضوع پر مقالہ مرتب کیا۔ انہوں نے پروفیسر عزیز بانو کی نگرانی یہ مقالہ داخل کیا اور پی ایچ ڈی کی ڈگری کے مستحق قرار پائے۔

محمد اقبال

شعبہ سوشل ورک کے اسکالر محمد اقبال ولد محمد عبداللہ کو پی ایچ ڈی کا اہل قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے ''متنازعہ علاقے میں زندگی: کشمیر کا ایک نسل نگاری مطالعہ'' کے عنوان سے اپنا مقالہ ڈاکٹر آفتاب عالم، اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ سوشل ورک کی نگرانی میں تحریر کیا۔ محمد اقبال احمد شعبۂ سوشل ورک کے پہلے پی ایچ ڈی اسکالر ہیں۔

حافظ عماد الدین محسن

شعبۂ عربی کے اسکالر حافظ محمد عماد الدین محسن ولد جناب محمد جمال الدین کو پی ایچ ڈی ڈگری کا اہل قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنا مقالہ ''مکی سورتوں میں انبیاء علیہم السلام کی دعوت کا فکری اور فنی پہلو'' پروفیسر سید علیم اشرف جائسی، صدر شعبۂ عربی کی نگرانی میں مکمل کیا۔

کنیز فاطمہ

شعبۂ فارسی کی اسکالر کنیز فاطمہ دختر سید ابراہیم کو پی ایچ ڈی کا اہل قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنا مقالہ ''خلد آباد کے اولیاء کی فارسی خدمات''، ڈاکٹر عصمت جہاں، اسسٹنٹ پروفیسر کی نگرانی میں مکمل کیا۔

نجمہ سلطانہ

شعبۂ تعلیم نسواں کی اسکالر نجمہ سلطانہ دختر محمد اسماعیل کو پی ایچ ڈی کا اہل قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنا مقالہ ''مسلم خواتین کا تعلیمی موقف (سچر کمیٹی رپورٹ کے تناظر میں ضلع رنگا ریڈی تلنگانہ کے حوالے سے ایک تنقیدی جائزہ)''، ڈاکٹر آمنہ تحسین، اسسٹنٹ پروفیسر کی نگرانی میں مکمل کیا۔

محمد منتظم

شعبۂ تعلیم و تربیت کے اسکالر محمد منتظم ولد غلام نظام الدین کو پی ایچ ڈی کا اہل قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنا مقالہ ''اردو اور انگریزی میڈیم کے ثانوی سطح کے طلباء کی تعلیمی تحصیل۔ ان کے جذباتی ذہانت، مطالعاتی عادات و اطوار اور تحصیلی محرکہ کے حوالے سے''، پروفیسر محمد مشاہد، شعبۂ تعلیم و تربیت کی نگرانی میں مکمل کیا۔

بابی ہیرا

اسکول برائے سائنسز کی اسکالر ایس بابی ہیرا دختر ایس اللہ بخش کو پی ایچ ڈی (زولوجی) کا اہل قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنا مقالہ ''ذیابیطسی نیفروپیتھی میں NPHS2، ACE اور ACE2 جین پولیمورفزمس کے اثرات۔ جنوبی ہندوستان کا مطالعہ''، پروفیسر پروین جہاں اور پروفیسر پی فضل الرحمٰن کی نگرانی میں مکمل کیا۔

شمس الرحمٰن فاروقی کی یاد میں تعزیتی نشست

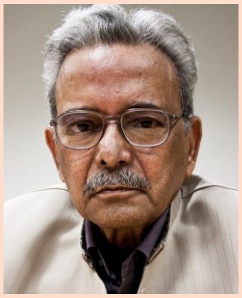

اردو کے ممتاز ادیب اور دانشور جناب شمس الرحمٰن فاروقی کے سانحۂ ارتحال پر تعزیتی نشست کے ذریعہ 28؍دسمبر کو خراج ادا کیا گیا۔ اردو یونیورسٹی کو ان کی گراں قدر رہنمائی اور تعاون حاصل رہا۔ یونیورسٹی کی جانب سے 2007 میں فاروقی صاحب کی خدمات کے اعتراف کے طور پر انھیں ڈاکٹریٹ کی اعزازی ڈگری بھی پیش کی گئی تھی۔ پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، وائس چانسلر انچارج نے یونیورسٹی کی جانب سے تعزیتی قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا کہ جناب شمس الرحمٰن فاروقی صحیح معنوں میں ایک کثیر الجہت عبقری شخصیت تھے۔

پروفیسر نسیم الدین فریس، صدر شعبہ اردو و ڈین لینگویجس نے کہا کہ فاروقی صاحب رجحان ساز شخصیت تھے۔ پروفیسر ابوالکلام، ڈائرکٹر، نظامت فاصلاتی تعلیم نے فاروقی صاحب کو عصری ادبی دنیا کا سرفہرست ادیب و نقاد قرار دیا۔ پروفیسر شاہدہ، صدر شعبہ تعلیم نسواں نے کہا کہ اردو دنیا سے قد آور شخصیت رخصت ہوگئی، وہ gender equality کے قائل تھے۔ پروفیسر فاروق بخشی نے ممتاز اسکالر کے ساتھ اپنی نجی یادوں کا تذکرہ کیا اور اُن کی تخلیقات شعر شور انگیز، کئی چاند تھے سرآسماں کے حوالے سے اظہار خیال کیا۔ ڈاکٹر فیروز عالم، ڈاکٹر محمود کاظمی، ڈاکٹر بدیع الدین، جناب امتیاز عالم نے بھی اظہار خیال کرتے ہوئے فاروقی صاحب کی خدمات کو خراج پیش کیا۔ ڈاکٹر شمس الہدیٰ نے تلاوت اور دعائے مغفرت کی۔

تعزیت

سوشیل ورک کے مایہ ناز استاد، محقق اور مصنف پروفیسر حسین یٰسین صدیقی اور سیکیوریٹی کنسلٹنٹ جناب طاہر علی کے انتقال پر دو علیحدہ تعزیتی نشستوں کے ذریعے خراج ادا کیا گیا۔ پروفیسر حسین یٰسین صدیقی کی یاد میں 21 جولائی کو تعزیتی نشست منعقد ہوئی۔ اس سے قبل شعبۂ سوشل ورک میں بھی پروفیسر صدیقی کی تعزیتی نشست کا انعقاد عمل میں آیا جس میں شعبہ کے اساتذہ اور طلبہ نے شرکت کی۔ طاہر علی کی تعزیتی نشست 22؍جولائی 2020 کو منعقد کی گئی۔ یونیورسٹی عہدیداروں اور اساتذہ نے جناب طاہر علی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے ان کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کی۔

طاہر علی

پروفیسر حسین یٰسین صدیقی

پی ایچ ڈی

محمد زبیر احمد

جناب محمد زبیر احمد ولد محمد تبارک کو لائبریری اینڈ انفارمیشن سائنس میں پی ایچ ڈی کا اہل قرار دیا گیا ہے۔ انھوں نے بھرتیار (Bharathiar) یونیورسٹی، کوئمبٹور، تامل ناڈو میں "Implementation of library automation in Central Universities of Telangana State: A Study" (تلنگانہ کی مرکزی جامعات میں لائبریری آٹومیشن کا نفاذ: ایک مطالعہ) کے زیر عنوان اپنا تحقیقی مقالہ پی ایچ ڈی کی ڈگری کے لیے داخل کیا تھا۔ موصوف اس سے قبل دہلی یونیورسٹی (DU) سے ایم لب اور الگپا (Algappa) یونیورسٹی سے ایم فل کی ڈگریاں حاصل کر چکے ہیں۔ جناب محمد زبیر احمد مرکز مطالعاتِ اردو ثقافت، مانو میں گذشتہ بارہ برسوں سے سینی پروفیشنل اسسٹنٹ کے طور پر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

سید حامد محی الدین قادری

شعبۂ مینجمنٹ و کامرس کی جانب سے سید حامد محی الدین قادری ولد سید محمد قادری کو پی ایچ ڈی ڈگری کا اہل قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنا مقالہ ''شعبۂ ٹیلی کام میں استعدادی انتظامیہ۔ منتخبہ کمپنیوں کا جائزہ''، ڈاکٹر سید خواجہ صفی الدین، اسسٹنٹ پروفیسر کی نگرانی مکمل کیا۔ سید حامد محی الدین قادری اردو یونیورسٹی کے حیدرآباد پالی ٹیکنک میں بحیثیت گیسٹ فیکلٹی خدمات انجام دے چکے ہیں۔

جرار احمد

شعبۂ تعلیم و تربیت کے اسکالر جرار احمد ولد جناب علی حسن گلشن (مرحوم) کو پی ایچ ڈی کا اہل قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنا مقالہ ''اردو زبان میں تحریری صلاحیت پر عملِ رسائی کا اثر''، پروفیسر وناجہ ایم کی نگرانی میں مکمل کیا۔ تا حال وہ یونیورسٹی کے شعبۂ تعلیم و تربیت میں بحیثیت اسسٹنٹ پروفیسر برسر خدمت ہیں۔

عائشہ جبیں

شعبۂ تعلیم نسواں کی اسکالر عائشہ جبین دختر محمد غوث کو پی ایچ ڈی کا اہل قرار دیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنا مقالہ ''مسلم خواتین کے عائلی مسائل کا تنقیدی جائزہ (شہر حیدرآباد کے دارالقضاۃ اور فیملی کورٹ کے حوالے سے)'' ڈاکٹر آمنہ تحسین، اسسٹنٹ پروفیسر کی نگرانی میں مکمل کیا۔

خراجِ عقیدت

سینئر استاد پروفیسر محمد ظفرالدین کا سانحۂ انتقال

مرکز برائے مطالعاتِ اردو ثقافت و نظامت ترجمہ و اشاعت کے ڈائرکٹر پروفیسر محمد ظفرالدین کا 5/ اپریل 2021 کو صبح حرکت قلب بند ہوجانے کے باعث بعمر 55 سال انتقال ہوگیا۔ ان کا شمار یونیورسٹی کے اولین رفقائے کار میں کیا جاتا تھا۔ نماز جنازہ 6/ اپریل کو بعد نمازِ فجر، مسجد قباء، نانل نگر روڈ، قادر باغ میں ادا کی گئی اور تدفین حضرت کمال اللہ شاہؒ کی درگاہ سے متصل قبرستان، نمبولی اڈہ، حیدرآباد میں عمل میں آئی۔ لواحقین میں اہلیہ ڈاکٹر مسرت جہاں، اسوسی ایٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، مانو کے علاوہ دو فرزندان شبیہہ ظفر اور فرقان ظفر اور ایک دختر شامل ہیں۔

پروفیسر ظفرالدین اردو یونیورسٹی سے بحیثیت اسسٹنٹ پبلک ریلیشنز آفیسر 16/ مارچ 1998ء کو منسلک ہوئے۔ 13/ ستمبر 2004ء کو بحیثیت ریڈر ٹرانسلیشن ڈویژن ان کا تقرر ہوا۔ 4/ مارچ 2008ء کو شعبۂ ترجمہ میں بحیثیت پروفیسر ان کا تقرر عمل میں آیا۔ انہیں یونیورسٹی کا اولین پراکٹر ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے بحیثیت ڈین اسکول آف لینگویجس اور صدر شعبۂ ترجمہ بھی خدمات انجام دیں۔ تاحال وہ یونیورسٹی کے مجلس انتظامی اور مجلس تعلیمی کے رکن بھی تھے۔ پروفیسر ظفرالدین موقر ادبی جریدے ''ادب و ثقافت'' کے بانی مدیر تھے۔

اس سلسلہ میں یونیورسٹی میں ایک آن لائن تعزیتی نشست منعقد ہوئی۔ پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، انچارج وائس چانسلر نے کہا کہ مرحوم اُصولوں کے پابند تھے۔ اپنا کام پوری محنت و ایمانداری سے کرتے تھے۔ پروفیسر ظفرالدین کسی بھی کام کو جلد بازی سے نہیں بلکہ بہتر اور سلجھے ہوئے انداز میں کیا کرتے تھے۔ وہ سب سے خلوص و محبت سے ملا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ایسے موقعوں پر ہمیں اپنا محاسبہ کرنا چاہیے اور اپنے اعمال کو بہتر بنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔ پروفیسر صدیقی محمد محمود، رجسٹرار انچارج نے یونیورسٹی اور شیخ الجامعہ کی جانب سے قراردادِ تعزیت پیش اور مرحوم کو خراج ادا کیا۔ اس موقع پر پروفیسر پی فضل الرحمٰن نے کہا کہ ابتدائی ایام میں یونیورسٹی کی تشہیر کے لیے مرحوم نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ پروفیسر قاضی ضیاء اللہ (بنگلور)، پروفیسر شاہد نوخیز اعظمی اور پروفیسر علیم اشرف جائسی نے بھی اظہار خیال کیا۔ پروفیسر فہیم اختر نے دعائے مغفرت کی۔ پروفیسر سنیم فاطمہ اور جناب ایم جی گنا شیکھرن بھی موجود تھے۔ حافظ سمیع اللہ کی قرأت سے نشست کا آغاز ہوا۔

محترمہ افشاں رحمٰن، انچارج دہلی ریجنل سنٹر کا انتقال

دہلی ریجنل سنٹر کی انچارج محترمہ افشاں رحمٰن، اسسٹنٹ رجسٹرار کا 24/ اپریل کو بعمر 59 سال انتقال ہوگیا۔ اسی دن آئی ٹی او قبرستان، دہلی میں ان کی تدفین عمل میں آئی۔ وہ ایک قابل، محنتی اور انتظامی صلاحیتوں کی حامل فرض شناس عہدیدار تھیں۔ وہ سابق وائس چانسلر، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی مرحوم ڈاکٹر محمود الرحمٰن (آئی اے ایس) کی اہلیہ تھیں۔ لواحقین میں دو فرزندان معز الدین، مونس الرحمٰن اور والدہ شامل ہیں۔ محترمہ افشاں رحمٰن 2/ دسمبر 2005ء کو یونیورسٹی کے ممبئی ریجنل سنٹر سے منسلک ہوئیں۔ 6/ اگست 2012ء سے وہ دہلی ریجنل سنٹر میں خدمات انجام دے رہی تھیں۔ یکم/ اکتوبر 2019ء کو انہیں دہلی ریجنل سنٹر کا انچارج بنایا گیا تھا۔ ان کے انتقال پر 26/ اپریل 2021ء کو یونیورسٹی میں ایک آن لائن تعزیتی نشست منعقد ہوئی۔ شرکاء نے مرحومہ کی خدمات کو بھرپور خراج ادا کیا۔

جناب راجیش کمار، یوڈی سی کا انتقال

پالی ٹیکنیک دربھنگہ، بہار کے یوڈی سی جناب راجیش کمار کا 29/ اپریل کو بعمر 45 سال انتقال ہوگیا۔ جناب راجیش کمار 30/ مئی 2009ء سے یونیورسٹی کے دربھنگہ پالی ٹیکنیک کالج، بہار سے وابستہ تھے۔ اس سلسلہ میں یونیورسٹی میں 30/ اپریل 2021ء کو ایک آن لائن تعزیتی نشست منعقد کی گئی۔

مجتبیٰ حسین کو اردو یونیورسٹی کا خراج

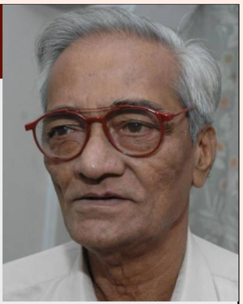

مجتبیٰ حسین کے سانحہ ارتحال پر 29/ مئی 2020ء کو ایک تعزیتی نشست منعقد کی گئی۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے پروفیسر ایوب خان، کارگزار شیخ الجامعہ نے کہا کہ " مجتبیٰ حسین کی رحلت کے ساتھ ایک دور کا خاتمہ ہوگیا ہے۔ انھوں نے اردو طنز و مزاح کو ایک نئی تازگی اور نئے وقار و اعتبار سے آشنا کیا تھا۔ وہ مرزا فرحت اللہ بیگ، رشید احمد صدیقی، پطرس بخاری، کنہیا لال کپور، فکر تونسوی، احمد جمال پاشا، یوسف ناظم، شفیقہ فرحت اور مشتاق احمد یوسفی کے بعد بزرگ نسل کے اکیلے مزاح نگار بچے تھے۔ ان کی کمی ہمیشہ محسوس کی جائے گی۔ رجسٹرار انچارج پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ نے کہا کہ مجتبیٰ حسین صاحب جتنے اچھے ادیب تھے اتنے ہی اچھے انسان بھی تھے۔ وہ سب سے خندہ پیشانی اور خلوص کے ساتھ پیش آتے تھے۔ صدر شعبۂ اردو اور ڈین اسکول آف لینگیجز، لنگوسٹکس اینڈ انڈولوجی پروفیسر محمد نسیم الدین فریس نے اپنے تعزیتی پیام میں کہا کہ مجتبیٰ حسین کے انتقال سے اردو دنیا میں غم اور سوگواری کی فضا ہے۔ انھوں نے اپنے خاکوں، انشائیوں اور سفر ناموں کے ذریعے اردو طنز و مزاح کی دنیا میں اپنی مخصوص جگہ بنائی۔ ڈاکٹر فیروز عالم، استاد شعبۂ اردو نے مرحوم سے اپنے دلی تعلق اور ان کی وفات پر اپنے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مجتبیٰ حسین صاحب اس شہر میں میرے سرپرست تھے۔ وہ جتنے اچھے مزاح نگار تھے اتنے ہی اچھے انسان بھی تھے۔ واضح رہے کہ مجتبیٰ حسین کا 27 مئی کو انتقال ہوگیا تھا۔

خواجہ بندہ نوازؒ پر شعبۂ فارسی کی 2 روزہ قومی کانفرنس

شعبۂ فارسی اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی کے اشتراک سے منعقدہ دو روزہ قومی کانفرنس کا 22 اور 23/ مارچ 2021 کو انعقاد عمل میں آیا۔ کانفرنس کا عنوان ''خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ، ملفوظات، مکتوبات، مطبوعات، تعلیمات و خدمات: فارسی ماخذ کے حوالے سے'' تھا۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، وائس چانسلر انچارج نے کہا کہ یہ عہد نہ صرف اولیاء کرام کی تعلیمات کا ذکر کرنے اور سمجھنے کا ہے بلکہ ان پر عمل کرنے اور اسے دوسروں تک پہنچانے کا بھی ہے۔ خواجہ بندہ نوازؒ کی اصلاح معاشرہ سے متعلق جو خدمات رہی ہیں انہیں منظر عام پر لایا جائے تو اس کانفرنس کا مقصد پورا ہو جائے گا۔ اولیاء نے ہمیشہ شرک، بدعات کو دور کرنے اور اصلاح معاشرہ کی کوشش کی ہے۔ انہیں عام کرنے کی ضرورت ہے۔ پروفیسر رحمت اللہ نے کہا کہ ملت اسلامیہ میں موجود اختلافات کو دور کرنے کی ضرورت ہے۔

پروفیسر عارف ایوبی، صدر نشین، فخر الدین علی احمد میموریل کمیٹی، لکھنؤ و شعبۂ فارسی، لکھنؤ یونیورسٹی، مہمانِ خصوصی نے کہا کہ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ نویں صدی کے جید عالم تھے۔ وہ برگزیدہ ہستی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ مقام عطا کیا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور لوگوں کی اصلاح کی۔ اس کے علاوہ شرک، فضول رسومات، بدعات، خرافات کو دور کرنے اور انبیائی مشن پر عمل آوری ان کا مقصد حیات تھا۔

پروفیسر عبدالحمید اکبر، صدر شعبۂ اردو و فارسی، خواجہ بندہ نواز گیسودراز یونیورسٹی، گلبرگہ نے کلیدی خطبہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ اپنے مریدین کی تعلیم کے لیے فصوص الحکم، عشق نامہ، حقیقت محمدیہ جیسی کتابوں کی تعلیم دیا کرتے تھے۔ انہی کتابوں کی انہوں نے فارسی میں شرح بھی لکھی۔ انہوں نے عربی، فارسی اور دکنی میں اپنے رسالے لکھے۔

پروفیسر اشتیاق احمد، شعبۂ فارسی، جواہر لعل نہرو یونیورسٹی مہمانِ اعزازی نے اپنے خطاب میں کہا کہ فارسی زبان وادب کی ترویج میں صوفیائے دکن نے نمایاں خدمات انجام دیں۔ عہد تغلق میں کئی صوفیاء دہلی سے دکن آئے۔ سرزمین دکن کو علمی، ادبی مقام پر پہنچانے میں اہم ترین ہستی خواجہ بندہ نوازؒ کی ہے۔ حضرت گیسودرازؒ کو باطنی کے ساتھ ظاہری علوم پر دسترس حاصل تھی۔ وہ 44 سال دہلی میں رہنے کے بعد گلبرگہ تشریف لائے۔

ڈاکٹر شیخ عقیل احمد، ڈائرکٹر قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نے اپنے پیام میں کہا کہ اگر کانفرنس میں خواجہ بندہ نواز کی تخلیقات کو جمع کر کے این سی پی یو ایل کو بھیجا جائے تو وہ اسے شائع کرنے کی کوشش کریں گے۔ مہمانانِ اعزازی ڈاکٹر نعمت اللہ، ایران زادہ، رئیس دانشکدہ ادبیات وفارسی وزبان خارجی، درسگاہ، علامہ طباطبائی، تہران اور ڈاکٹر علی رضا پورمحمد، ڈائرکٹر مرکز مطالعات ایران بالکان واروپای مرکزی بلغاریہ نے فارسی میں اظہار خیال کیا۔ پروفیسر عزیز بانو، صدر شعبہ نے استقبال کیا۔ پروفیسر شاہد نوخیز اعظمی، ڈائرکٹر کانفرنس نے کاروائی چلائی۔ ڈاکٹر سیدہ عصمت جہاں، اسسٹنٹ پروفیسر نے شکریہ ادا کیا۔ طالب علم مقصود علی شاہ کی قرأت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔

البیرونی مرکز نے آلور گاؤں کو اختیار کرلیا۔ عوام میں شعور بیداری پروگرام

البیرونی مرکز برائے مطالعات سماجی اخراج واشتمالی پالیسی (ACSSEIP) نے مرکز کے شمولیتی حمایت پروگرام کے ایک حصے کے طور پر تلنگانہ میں ضلع رنگا ریڈی کے چیوڑلہ منڈل میں الور گاؤں کو اختیار کرلیا۔ پروگرام کے سلسلے میں دسمبر 2020 میں ابتدائی مطالعہ کے بعد 8 اور 9/ مارچ 2021 کو گاؤں میں باضابطہ طور پر دو دن کا کیمپ لگایا گیا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے پروفیسر افروز عالم، ڈائرکٹر نے کہا کہ شمولیتی حمایت پروگرام، اشتمالی سماج کی تیاری میں دورس ثابت ہوگا۔ البیرونی مرکز نے آلور گاؤں کے متعلق مواد جمع کرنا شروع کردیا ہے تاکہ ایک منصوبے کا مسودہ تیار کیا جاسکے۔ اس کا مقصد گاؤں والوں کو سرکاری اسکیمات سے مکمل فائدہ پہنچانا اور اسے ہندوستان کا ایک ماڈل گاؤں بنانا ہے۔

اس سلسلے میں ACSSEIP کی ٹیم نے ایک گورنمنٹ پرائمری اسکول (تلگو میڈیم) اور ایک گورنمنٹ ہائی اسکول (اردو میڈیم) کا دورہ کیا اور اساتذہ اور طلبہ میں اشتمالی تعلیم کی ضرورت کے متعلق شعور بیدار کیا۔ ٹیم نے گرام پنچایت افسران، وارڈ ممبرس، پنچایت سکریٹری اور گاؤں کے سرپنچ کے ساتھ ایک اجلاس منعقد کرتے ہوئے مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی متعدد پہل اور اسکیمات سے گاؤں والوں آگاہ کرنے کے لیے عملی تعاون حاصل کیا۔ اس ٹیم نے گاؤں کے 100 غریب باشندوں سے جن میں دلت اور مسلمان شامل تھے، ملاقات کی۔ ملاقات کے ذریعہ لوگوں کو نظر انداز کردہ طبقات بشمول ایس سی، ایس ٹی، دیگر پسماندہ ذاتوں اور اقلیتوں کی فلاح و بہبود کے لیے چلائی جارہی اسکیمات جیسے شادی مبارک/ کلیانہ لکشمی، بیرون ملک تعلیم کے لیے اسکالرشپ اسکیم، پری و پوسٹ میٹرک اسکالرشپ، خود روزگار پروگرام جس میں مالیہ کے ذریعہ مدد یا پیشہ ورانہ تربیت شامل ہے، کے لیے شعور بیداری کی۔ اس موقع پر گاؤں والوں نے مختلف سرکاری اسکیموں بالخصوص نوجوانوں کے متعلق اسکیمات کے حصول میں ہورہی دشواریوں کی شکایت کی۔ اس کے علاوہ انہوں نے اسکولوں کی خستہ حالت، انفراسٹرکچر کی کمی، اساتذہ کی عدم دستیابی اور آن لائن کلاسیس میں ہورہی دشواریوں کا ذکر کیا۔ گاؤں والوں نے بتایا کہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ سہولتوں کے فقدان کے باعث وہ حکومتی اسکیمات کے حصول کے لیے فارم داخل کرنے سے تک قاصر ہیں۔

ڈاکٹر ایس عبدالطٰہ، اسسٹنٹ پروفیسر ACSSEIP، شمولیتی حمایت پروگرام کے کوآرڈینیٹر ہیں۔ ڈاکٹر کے ایم ضیاء الدین، اسسٹنٹ پروفیسر سماجیات، ڈاکٹر محاسنہ انجم انصاری، ریسرچ اسسٹنٹ اور کئی ریسرچ اسکالرس نے گاؤں کے پروگرام میں سرگرم حصہ لیا۔

گاؤں کو اختیار کرنے کے پروگرام کے دوران ڈاکٹر ایس عبدالطٰہ، ڈاکٹر کے ایم ضیاء الدین، ڈاکٹر محاسنہ انجم انصاری ودیگر

تعلیمی پروگرام برائے نوبالغان

اقوام متحدہ آبادی فنڈ کے اشتراک سے بہار میں منفرد پراجیکٹ

بہار کے مدارس میں اقوام متحدہ آبادی فنڈ (یواین ایف پی اے) کے تعلیمی پروگرام برائے نوبالغان (اے ای پی) کے تحت مانو کی جانب سے چلائے جارہے مدارس کے صدر مدرسین کے اورینٹیشن پروگرام کا 25/نومبر کو افتتاح ہوا۔ مولانا شبلی قاسمی، ناظم اعلیٰ، امارت شریعہ، بہار، جھارکھنڈ واڈیشہ نے دینی مدارس میں تعلیمی پروگرام برائے نوبالغان (اے ای پی) جیسی سرگرمیوں کے آغاز پر خوشگوار حیرت کا اظہار کیا۔ انہوں نے پراجیکٹ کی اہمیت وافادیت پر روشنی ڈالی اور صدرنشین، بہار مدرسہ بورڈ کی خدمات کی بھی ستائش کی۔ پانچ روزہ اورینٹیشن پروگرام 25 تا27 اور 29 تا30 نومبر کو یوتھ ہاسٹل، پٹنہ میں منعقد کیا گیا۔ پروگرام کے پہلے دن سیتامڑھی اور شیوہر کے صدر مدرسین نے شرکت کی۔

جناب عبدالقیوم انصاری، صدرنشین، بہار مدرسہ تعلیمی بورڈ نے تربیت حاصل کر رہے صدر مدرسین کو اس پروگرام کو کامیاب بنانے اور اس کے نفاذ کو یقینی بنانے کے لیے اپنا تعاون دینے کی درخواست کی۔ پروفیسر محمد فیض احمد، پرنسپل، مانو سی ٹی ای دربھنگہ و پراجیکٹ کوآرڈینیٹر نے تعلیم کی موجودہ صورت حال اور ملک وقوم کی تعلیمی پسماندگی کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آج مسلم اور دلت نوجوانوں کی تعلیمی صورت حال پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

پروفیسر محمد شاہد، شعبہ سوشل ورک (مانو) و پراجیکٹ ڈائرکٹر نے پراجیکٹ کا تعارف پیش کیا اور صدر مدرسین سے اس پراجیکٹ کے حوالے سے ان کی ذمہ داریوں کو واضح کیا۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ جب صدر مدرسین اس پراجیکٹ کو اپنے مدارس میں نافذ کریں گے تو یہ انقلاب کا پیش خیمہ ہوگا۔

☆☆ بہار کے مدارس میں تعلیمی پروگرام برائے نوبالغان کے تحت ایک ریاستی سطح کی ٹریننگ کا افتتاح 18/نومبر کو ہوا۔ پروگرام میں بہار کے 12 اضلاع سے تقریباً 84 سے زیادہ ماسٹر ٹریزس اور فیسلٹیٹرس (سہولت کنندگان) نے شرکت کی۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے بہار اسٹیٹ مدرسہ بورڈ کے چیئرمین جناب عبدالقیوم انصاری نے کہا کہ ''یہ ایک مثالی پروگرام ہے جس کے ذریعہ نوبالغان میں تنقیدی فکر پیدا کرنے اور انہیں ذمہ دار شہری بنانے کی راہ ہموار ہوگی۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے میں بھی مدد ملے گی۔''

واضح رہے کہ یہ تعلیمی پروگرام برائے نوبالغان، پچھلے سال 2019 میں اقوام متحدہ آبادی فنڈ، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ اور بہار اسٹیٹ مدرسہ بورڈ کی مشترکہ کاوشوں سے سیمانچل میں شروع ہوا۔ اس کی اہمیت کے مدنظر حکومت بہار نے اس پروگرام کو پوری ریاست میں شروع کرنے کا فیصلہ کیا۔ تربیتی نصاب پر مبنی اس پروگرام کا بنیادی مقصد مدرسے کے نوبالغان میں تجزیاتی اور تنقیدی شعور و تخلیقی سوچ کو جلا بخشنا ہے تاکہ ان کے اندر زندگی کی موثر مہارتوں کو فروغ دیا جا سکے۔ نصاب میں پانچ اہم پہلو- خودشناسی، تعلقات، صحت اور تندرستی، صنف، ذمہ دار اور سرگرم شہری شامل ہیں۔ اس پروگرام کے تمام ماڈیولس سرگرمی مرکوز ہیں۔

اس سمت میں نئے ماسٹر ٹریزس اور فیسلٹیٹرس کا انتخاب کیا گیا ہے جن کی ٹریننگ 18 تا24 نومبر 2020 تک پٹنہ میں واقع یوتھ ہوسٹل میں ہوئی جس میں پروگرام ڈائرکٹر، پروفیسر محمد شاہد؛ اقوام متحدہ آبادی فنڈ (یواین ایف پی اے) کے سربراہ ڈاکٹر ندیم نور نے بھی خطاب کیا۔ سی ٹی ای، مانو دربھنگہ کے پرنسپل پروفیسر فیض احمد جو اس پروجیکٹ کے پروگرام کوآرڈینیٹر بھی ہیں نے افتتاحی اجلاس کی نظامت کی۔

☆☆ اقوام متحدہ آبادی فنڈ (یو این ایف پی اے)- مانو تعلیمی پروگرام برائے نوبالغان (اے ای پی) کا سات روزہ ریاستی سطح کا ماسٹر ٹریزس کا تربیتی پروگرام جو 18/نومبر کو شروع ہوا تھا، 24/نومبر کو اختتام پذیر ہوا۔ اختتامی اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے جناب عبدالقیوم انصاری، صدرنشین بہار مدرسہ تعلیمی بورڈ نے صدارتی خطاب میں کہا کہ متبادل تدریسی طریقوں کے ذریعے مدرسوں میں ترقی پسند اور پائیدار تبدیلی لانے کے تصور کو عملی جامہ پہنانے اقوام متحدہ پاپولیشن فنڈ کی کوشش نہایت ہی قابل ستائش ہے۔

بہار میں یو این ایف پی اے کے سربراہ ڈاکٹر محمد ندیم نور، پروجیکٹ ڈائرکٹر، پروفیسر محمد شاہد، مانو نے خطاب کیا۔ جناب حسن وارث، سینئر کنسلٹنٹ، یو این ایف پی اے اور پروگرام مینیجر، نیہا ملک بھی اس موقع پر موجود تھیں۔ ڈاکٹر شفاعت احمد، ڈاکٹر فخرالدین علی احمد، ڈاکٹر چاند انصاری، ڈاکٹر محمد افروز عالم، جناب سونو رجک، جناب شفیق احمد اور ڈاکٹر افروز انصاری تربیت فراہم کرنے والوں میں شامل تھے۔ جناب محمد اسرار عالم نے تربیتی پروگرام کی رپورٹ پیش کی اور کاروائی چلائی۔ پروفیسر فیض احمد، پرنسپل سی ٹی ای، دربھنگہ، مانو اور اے ای پی پروجیکٹ کوآرڈینیٹر نے شکریہ ادا کیا۔

☆☆ بہار کے مدارس میں تعلیمی پروگرام برائے نوبالغان کے تحت 3 تا9/مارچ 2021 دربھنگہ میں منعقد ہوا۔ افتتاحی اجلاس میں للت نارائن متھلا یونیورسٹی کے رجسٹرار ڈاکٹر محمد مشتاق احمد نے بطور مہمان خصوصی اپنے خطاب میں کہا کہ تعلیم ہی وہ شئے ہے جس نے انسان کو شعور بخشا اور احتسابی قوت سے نوازا اور جو قوم اپنا احتساب کرے گی وہ آگے بڑھے گی۔ پروفیسر محمد شاہد، پروجیکٹ ڈائرکٹر کی زیر صدارت ٹریننگ پروگرام کا آغاز ہوا۔ انہوں نے ڈاکٹر ندیم نور، یو این ایف پی اے، چیف منسٹر، بہار اور سابق سکریٹری محکمہ اقلیتی فلاح محترم عامر سبحانی اور موجودہ سکریٹری محترمہ سفینہ کی کوششوں کو قابل ستائش قرار دیا۔ پروجیکٹ کو آرڈینیٹر پروفیسر محمد فیض احمد، پرنسپل، مانو، سی ٹی ای دربھنگہ نے حکومت بہار اور وزیراعلیٰ نتیش کمار کا شکریہ ادا کیا۔

ڈاکٹر مشتاق احمد خطاب کرتے ہوئے۔ (بائیں سے) ڈاکٹر شفاعت احمد، پروفیسر محمد شاہد، پروفیسر فیض احمد، ڈاکٹر ظفر اقبال زیدی اور ڈاکٹر افروز عالم دیکھے جاسکتے ہیں۔

اردو میں معلوماتی ادب پر سمینار

ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز (ڈی ٹی پی)، مانو اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے اشتراک سے ''اردو میں معلوماتی ادب'' کے زیر عنوان 10 اور 11 ؍فروری کو آن لائن سمینار کا انعقاد عمل میں آیا۔ سمینار کے افتتاحی اجلاس میں آن لائن کلیدی خطبہ پیش کرتے ہوئے پروفیسر شافع قدوائی، صدر شعبہ ماس کمیونی کیشن، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے کہا کہ ٹکنالوجی نے ہمیں بااختیار بناتے ہوئے ساری انسانیت کو مساوی کردیا ہے۔ اب ہمارا معاشرہ ایک اطلاعاتی معاشرہ بن چکا ہے اور اطلاعات و معلومات اس کی بنیادی ضرورت ہیں۔ چنانچہ معلوماتی ادب کی تخلیق وقت کی ایک اہم ضرورت ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ معلوماتی ادب دراصل اطلاع رسانی اور ذہن سازی کا ایک ذریعہ ہے۔ اس میں نصابی کتب، وضاحتی کتب اور فرہنگیں شامل ہوتی ہیں۔ اس کا مواد، اعداد و شمار اور حوالے پر مبنی ہوتا ہے۔ یہ مبنی بر موضوع ہوتا ہے، اس کا ترجمہ آسان ہوتا ہے لیکن مصنف کے لیے موضوع پر عبور لازمی ہے۔ معلوماتی ادب کی زبان عام فہم ہونی چاہیے۔ اصطلاح سازی کے بارے میں انھوں نے کہا کہ اصطلاح وضع کرنی چاہیے نہ کہ ترجمہ۔ سیمینار سے بحیثیت مہمانِ خصوصی آن لائن خطاب کرتے ہوئے پروفیسر مظفر شہ میری، وائس چانسلر عبدالحق اردو یونیورسٹی، کرنول نے تخلیقی ادب اور معلوماتی ادب کا تقابل کیا اور دوران ترجمہ اصطلاح کو جوں کا توں استعمال کرنے کی صلاح دی۔ ساتھ ہی انھوں نے اردو میڈیم طلبہ کو درپیش مسائل کا ذکر کیا اور کہا کہ ذولسانی تدریس یعنی مادری زبان کے ساتھ ساتھ انگریزی میں تدریس اس کا ایک حل ہے۔ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، وائس چانسلر انچارج، مانو نے معلوماتی ادب کو اُردو میں لازمی قرار دیتے ہوئے کہا کہ اس کی ترویج اردو طبقہ کے فروغ کے لیے ضروری ہے اور اس سے اردو زبان مزید ثروت مند ہوگی تاہم اس بات کا بھی ذکر کیا کہ اردو میں معلوماتی ادب تخلیق کرنے کے اہل لوگ کم ہیں۔ انھوں نے معلوماتی ادب کی تیاری میں نظامت ترجمہ و اشاعت (ڈی ٹی پی)، مانو کی کاوشوں کو سراہا۔ پروفیسر محمد ظفرالدین، ڈائرکٹر، ڈی ٹی پی نے سیمینار کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ جب ڈی ٹی پی نے معلوماتی ادب کے ضمن میں نصابی کتابیں اور دیگر علمی کتب شائع کرنے کی کوشش کی تو اسے کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑا اور طے پایا کہ ان مسائل کے حل کی تلاش کے لیے مختلف ماہرین کی آراء حاصل کی جائیں اور اسی مقصد کے تحت یہ سیمینار منعقد کیا جارہا ہے۔ کنوینر، ڈاکٹر اسلم پرویز نے سیمینار کے موضوع کی اہمیت و افادیت سے واقف کرایا اور افتتاحی اجلاس کی نظامت کی۔ پروفیسر محمد ظفرالدین نے شکریہ ادا کیا۔

(بائیں سے) پروفیسر مظفر شہ میری، پروفیسر شافع قدوائی، (نیچے) پروفیسر محمد ظفرالدین، پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، ڈاکٹر اسلم پرویز

اردو زبان کے تہذیبی و ثقافتی ادارے۔ آن لائن سمینار

مرکز مطالعات اردو ثقافت (سنٹر فار اردو کلچر اسٹڈیز۔ سی یو سی ایس)، مانو اور قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان کے اشتراک سے ''اردو زبان کے تہذیبی و ثقافتی ادارے'' کے موضوع پر 15 اور 16 ؍فروری کو آن لائن سیمنار کا انعقاد عمل میں آیا۔ افتتاحی اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے پروفیسر بیگ احساس، سابق صدر شعبہ اردو، حیدرآباد یونیورسٹی نے کہا کہ اردو کی حکائی روایتوں نے سماجی و تہذیبی اداروں یا اصناف کو جنم دیا جن میں مشاعرہ، قوالی، چہار بیت، مرثیہ خوانی، غزل گائیکی، داستان گوئی وغیرہ قابل ذکر ہیں جن کے سبب اردو نے خاص و عام میں مقبولیت حاصل کی۔ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے وائس چانسلر انچارج پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ نے کہا کہ اردو آج بھی ترسیل، علم، تفریح اور روزگار کا ذریعہ اور ہندوستان کی ایک باوقار ترقی یافتہ زبان ہے۔ اسی بنا پر یہ نہ صرف بطور زبان بلکہ تہذیب و ثقافت کے میدان میں بھی ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ انہوں نے اردو ادب و ثقافت کے فروغ کے سلسلے میں مرکز مطالعات اردو ثقافت کی کاوشوں کی ستائش کی۔

ممتاز شاعر و ادیب مہمان خصوصی پروفیسر شہپر رسول، صدر شعبہ اردو، جامعہ ملیہ اسلامیہ نے سمینار کی اہمیت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس نے اردو کے ایسے اداروں کا احاطہ کیا ہے جنہوں نے اردو زبان کو خواص کے دائرے سے نکال کر بیکراں عوامی وسعتوں سے اس طرح ہم کنار کیا کہ یہ زبان ہندوستان کی لینگوا فرینکا کے منصب پر فائز ہوگئی۔ مہمان اعزازی پروفیسر نسیم الدین فریس، ڈین، اسکول برائے السنہ، لسانیات و ہندوستانیات نے کہا کہ اردو زبان و تہذیب کا تعلق سماج سے انتہائی گہرا ہے۔ یہ ایک ایسا جامع عنوان ہے جس نے اردو، تہذیب، ثقافت اور ادارہ، ان تمام عناصر کا احاطہ کیا ہے۔

سمینار کے محرک پروفیسر محمد ظفرالدین، ڈائرکٹر، مرکز مطالعات اردو ثقافت نے اپنے استقبالیہ کلمات میں سمینار کی غرض و غایت کا ذکر کیا اور کہا کہ اس سمینار میں اردو کے ان تہذیبی عناصر کو نمایاں کرنے کی کوشش کی جائے گی جن کے مرکب سے اردو تہذیب و ثقافت کا وجود قائم ہوتا ہے۔ پروگرام کی نظامت مرکز کے اسوسی ایٹ پروفیسر اور سمینار کوآرڈنیٹر ڈاکٹر احمد خاں نے کی۔

اوپر (بائیں سے) پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، پروفیسر بیگ احساس، پروفیسر شہپر رسول،
نیچے پروفیسر نسیم الدین فریس، پروفیسر محمد ظفرالدین، ڈاکٹر احمد خان

گاندھی جی کی معنویت پر پینل مباحثہ

یونیورسٹی میں گاندھی جی کے 150 ویں یومِ پیدائش کے سلسلے میں 23/ستمبر سے فلم فیسٹول کا آغاز کیا گیا۔اس سلسلے میں انسٹرکشنل میڈیا سنٹر (آئی ایم سی) کے یوٹیوب چینل کے پروگرام ''گہوارۂ امن'' میں ''موجودہ زمانے میں مہاتما گاندھی کی معنویت'' کے زیرِعنوان یکم/اکتوبر 2020 کو ایک پینل مباحثہ منعقد ہوا۔مباحثہ میں حصہ لیتے ہوئے ممتاز مورخ اور سماجی جہد کار کیپٹن ایل پانڈورنگا ریڈی نے کہا کہ گاندھی جی سیاسی جدو جہد کے ساتھ سماجی اور معاشی مساوات کے لیے بھی کام کرتے رہے اور انہوں نے آزادی کی لڑائی کو عوامی تحریک بنا دیا۔کیپٹن پانڈو ریڈی نے کہا کہ گاندھی جی نے خود اعتراف کیا کہ وہ مشہور مغربی کتابوں سے متاثر تھے لیکن سچ تو یہ ہے کہ ایک اور کتاب جس سے بہت زیادہ متاثر تھے وہ تھی قرآن مجید۔اس کا بھی انہوں نے گہرائی سے مطالعہ کیا تھا۔قرآن کے مطالعہ سے ان میں سماجی بہبود، خود اعتمادی اور سرودیا جیسی خوبیوں کو تقویت ملی۔اس طرح وہ محض ہندی یا ہندو نہیں رہے بلکہ ایک بہتر انسان بن کر سامنے آئے۔گاندھی جی بچپن ہی سے سچائی کے پیروکار رہے۔کیپٹن ریڈی نے کہا کہ گاندھی جی عبداللہ کے کیس کے سلسلے میں جنوبی آفریقہ گئے تھے۔انہیں نظام حیدرآباد کی جانب سے ماہانہ 300 روپے بطور وظیفہ ملتے رہے۔پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، وائس چانسلر انچارج نے اس موقع پر اپنے ویڈیو پیغام میں گاندھی جی کا مشہور قول ، برا مت کہو، برا مت سنو، برا مت دیکھو دہراتے ہوئے اس پر عمل کی ضرورت پر زور دیا۔

پروفیسر افروز عالم، صدر شعبۂ سیاسیات نے کہا کہ گاندھی جی نے مختلف عوامی مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جس میں چھوت چھات، عورتوں پر ظلم، ہندو-مسلم فسادات شامل ہے۔

ماڈریٹر پروفیسر صدیقی محمد محمود نے ابتداء میں ''نوعِ بشر سے محبت'' نظم سنائی۔انہوں نے مہمانوں کا تعارف کروایا۔انہوں نے آخر میں گاندھی جی کی شہادت پر اسرار الحق مجاز کا لکھا ہوا منظوم خراج پڑھ کر سنایا۔

ویبنار ''عصر حاضر میں گاندھی جی''

اسکول برائے تعلیم و تربیت اور این ایس ایس سیل کے زیر اہتمام یکم/اکتوبر 2020 کو ایک آن لائن قومی ویبنار ''عصر حاضر میں گاندھی جی'' کا اہتمام کیا گیا۔پروفیسر موہن کانت گوتم، انٹرنیشنل سائنٹفک کمیشن، یونیسکو، نیدرلینڈ نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ گاندھی جی کا مولانا ابوالکلام آزاد سے جدوجہدِ آزادی کے دوران تعلقِ خاطر رہا۔دونوں صفِ اول کے رہنماؤں نے مل کر نئے ہندوستان کی تعمیر و ترقی کے لیے نمایاں خدمات انجام دیں۔گاندھی جی ہندوستانی زبانوں کے فروغ کو خصوصی اہمیت دیتے تھے۔ان کا خیال تھا کہ جب تک ہم اپنی زبان کو نہ سمجھ سکیں، ہماری آگے بڑھنے کی راہیں مسدود رہیں گی۔پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، پروفیسر صدیقی محمد محمود نے بھی مخاطب کیا۔ویبنار کوآرڈینیٹر پروفیسر محمد مشاہد، صدر شعبۂ تعلیم و تربیت نے خیر مقدم کیا اور پروگرام کے مقاصد پیش کیے۔ڈاکٹر اشونی، ویبنار کوآرڈینیٹر نے مہمان مقرر کا تعارف کروایا اور ڈاکٹر وقار النسا، اسوسی ایٹ پروفیسر نے شکریہ ادا کیا۔جناب اشرف نواز، اسسٹنٹ پروفیسر نے کارروائی چلائی۔پروفیسر محمد فریاد، کوآرڈینیٹر، این ایس ایس سیل اس سمینار کے کنوینر تھے۔

دستوری ذمہ داریوں اور حقوق پر آن لائن تربیتی پروگرام

نیشنل سروس اسکیم (این ایس ایس) رضا کاروں کے لیے یونیسیف اور این جی او کمیونٹی نئی دہلی کی جانب سے دستوری ذمہ داریوں اور حقوق کے فریم ورک پر آن لائن تربیتی پروگرام کا 23/ستمبر 2020 کو افتتاح عمل میں آیا۔مانو، ''کمیونٹی'' اور یونیسیف کے مشترکہ پراجیکٹ کا عنوان ''سماجی قیادت برائے تبدیلی'' ہے جس میں افتتاحی دن 180 این ایس ایس رضا کاروں نے حصہ لیا۔پراجیکٹ کے تحت تربیتی پروگرام ''سنوِدھان لائیو! بی اے جاگرک'' (دستور لائیو! باشعور رہیں) حصہ لینے والے طلبہ میں آئین کے متعلق سروے کے ذریعہ شعور بیداری کے ساتھ ہوا۔ادارہ ''کمیونٹی'' کی محترمہ آرتی اور محترمہ شالنی نے اس کی قیادت کی۔دہلی سے کارکرد این جی او کمیونٹی، زائد از 100 نوجوانوں کی تنظیموں کی انجمن ہے۔تربیتی پروگرام کھیل اور ٹول کٹ پر مشتمل تھا جس کی نگرانی محترمہ سیما کمار، یونیسیف اور پروفیسر محمد فریاد، پروگرام کوآرڈینیٹر، این ایس ایس، مانو نے کی۔

بزم ادب کی آن لائن نشست

بزم ادب، شعبۂ اردو کا آن لائن پروگرام 12/نومبر کو منعقد ہوا جس میں پروفیسر فاروق بخشی، استاد شعبۂ اردو، مانو نے بحیثیت مہمانِ خصوصی خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بزم ادب، طلبا و طالبات کی پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے اور نکھارنے کا پلیٹ فارم ہے۔اس کے ذریعے طلبہ کی پڑھنے، لکھنے کی صلاحیتوں میں نکھار کے ساتھ ساتھ خود اعتمادی میں بھی اضافہ ہوگا۔گوگل میٹ پر منعقدہ اس پروگرام میں سجاد حیدر یلدرم کا انشائیہ ''مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ'' کی پیش کش ایم اے فائنل کے طالب علم حفیظ الرحمن نے کی۔پروفیسر نسیم الدین فریس، صدر شعبۂ اردو نے کہا کہ انشائیہ مصنف کے ذہن کی آزاد ترنگ ہوتا ہے۔''مجھے میرے دوستوں سے بچاؤ'' میں زندگی کے ایک اہم پہلو کی جس طرح سجاد حیدر یلدرم نے عکاسی کی ہے وہ ان کی نفسیات دانی، قوت مشاہدہ اور زبان پر گرفت کا ثبوت ہے۔انہوں نے کہا کہ طلبہ زمانۂ طالب علمی کو غنیمت جان کر اس کا مکمل فائدہ اٹھائیں۔ڈاکٹر ابوشہیم خاں، اسوسیٹ پروفیسر نے مشورہ دیا کہ طلبہ مضمون وغیرہ کی پیشکش سے قبل کسی استاذ سے اصلاح کروالیں تاکہ کسی قسم کی دقت نہ ہو۔انہوں نے حفیظ الرحمٰن کو عمدہ پیشکش پر مبارکباد دی۔ڈاکٹر فیروز عالم، اسسٹنٹ پروفیسر نے کہا کہ بزم ادب طلبہ کی تحریری، تقریری اور تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کے لیے قائم کیا گیا ہے۔طلبا و طالبات کو اس کے جلسوں میں پابندی سے شرکت کرنی چاہیے۔شعبۂ اردو کے طالبہ فرحین خانم نے نظامت کی اور طالب علم محمد ارشد القادری نے شکریہ ادا کیا۔

چوتھی قومی اردو سماجی علوم کانگریس کا انعقاد

چوتھی اردو سماجی علوم کانگریس 17 نومبر 2020 کو منعقد ہوئی۔ کانگریس کا عنوان ''سوشیل سائنس: انحطاط اور احیاء'' تھا۔ افتتاحی اجلاس کی مہمانِ خصوصی پروفیسر وبھوتی پٹیل، سابق پروفیسر، سنٹر فار ویمن، ٹی آئی ایس ایس، ممبئی نے اپنے خطاب میں کہا کہ خواتین کے متعلق جو بھی علم ہمیں تحقیق کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے اس پر عمل آوری بھی ضروری ہے۔ ان تحقیقات کا مقصد صرف خواتین کو آگے بڑھانا ہی نہیں بلکہ ان پر ہو رہے مظالم پر توجہ دینا اور ان کا تدارک کرنا بھی ہے۔ مراکز نسواں اور خواتین کی تحریکوں کی تحقیق کے ذریعہ حاصل کردہ معلومات اور اعداد و شمار کے باعث عصمت ریزی قانون میں ترمیم ہوئی اسی طرح انسداد جہیز قانون میں ترمیم، فیملی کورٹ کا قیام، 1988 سے 2000 تک خواتین کی مختلف حیثیتوں میں کام کرنے پر رپورٹ وغیرہ شامل ہیں۔

پروفیسر شاہد امین، سابق پروفیسر، دہلی یونیورسٹی نے کلیدی خطبہ دیتے ہوئے کہا کہ ابتداء میں سیاسی تاریخ کا راج رہا۔ یعنی بادشاہوں نے تاریخ لکھوائی۔ پھر سماجی تاریخ کا دور آیا۔ اس میں مختلف طبقات زمین دار، کاروباری جنھوں نے تحریری طور پر اپنا سرمایہ بھی چھوڑا ان کے بارے میں تحقیق کی گئی۔ جس میں ڈائری لکھنے والوں یا آٹو بایوگرافی وغیرہ پر توجہ دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ ابتدا ہی سے حیدرآباد میں علوم پر کافی کام ہوا۔ فرہنگ آصفیہ، کتابیات وغیرہ کی تدوین اور جامعہ عثمانیہ کا قیام، اردو دنیا میں شہر حیدرآباد کو ممتاز کرتا ہے۔

پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، وائس چانسلر انچارج، و کنوینر کانگریس و ڈین سماجی علوم نے صدارتی خطاب میں کہا کہ شمالی ہندوستان میں دینی مدارس کے باعث اردو زبان زندہ رہی اور جنوبی ہند میں حکومت کے تعاون سے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی قائم ہوئی۔ پروفیسر صدیقی محمد محمود، رجسٹرار انچارج نے استقبالیہ خطاب میں کہا کہ انسان کو ترقی کے لیے جو عطیہ ملے ہیں ان میں سب سے اہم عقل ہے۔ اس موقعے پر پروفیسر محمد فہیم اختر کی کتاب ''چند معاصر شخصیات اور ان کے اجتہادی اقدار''، ڈاکٹر عبدالقیوم کی کتاب ''تقابلی حکومتیں'' کا رسم اجراء عمل میں آیا۔

پروفیسر وبھوتی پٹیل آن لائن خطاب کرتے ہوئے۔ (بائیں سے) پروفیسر صدیقی محمد محمود، پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ اور پروفیسر شاہدہ، پروفیسر شاہد امین

صرف قوانین، سماج کو بدل نہیں سکتے: ریکھا شرما

مرکز برائے مطالعاتِ نسواں اور سنٹر فار ڈیولپمنٹ پالیسی اینڈ پریکٹس (سی ڈی پی پی)، حیدرآباد کے زیر اہتمام صنف کی بنیاد پر تشدد کے تدارک اور شعور بیداری کے لیے 12 رجنوری کو ویبنار کا افتتاح ہوا۔ وزارتِ بہبودی فروغِ خواتین و اطفال کی ہدایت پر 16 دن طویل ویبنار و دیگر سرگرمیاں منعقد کی گئیں۔ افتتاحی اجلاس میں صدر نشین قومی خواتین کمیشن محترمہ ریکھا شرما مہمانِ خصوصی تھیں۔ پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، وائس چانسلر انچارج نے صدارت کی۔ جناب ڈالفی ڈسوزا مہمانِ خصوصی تھے۔ اس ویبنار کی خصوصیت یہ تھی کہ اس میں تیزاب حملہ سے متاثرہ خواتین محترمہ روپا اور محترمہ پرمودنی راول بھی شریک تھیں اور انہوں نے اپنی دلسوز کہانی بھی سنائی۔ اپنے خطاب میں محترمہ ریکھا شرما نے کہا کہ صنفی مساوات کو اسی وقت حاصل کیا جاسکتا ہے جب خواتین اپنے حقوق سے واقف ہوں۔ خواتین کے تحفظ کے لیے کئی قوانین موجود ہیں لیکن اس سے سماج میں تبدیلی نہیں آئے گی جب تک کہ ہم اپنے خاندان میں تبدیلی نہ لے آئیں۔ حد تو یہ ہے کہ تعلیم یافتہ خواتین بھی تشدد کا شکار ہوتی ہیں لیکن چونکہ وہ موجودہ نظام کے خلاف جانا نہیں چاہتیں، اس لیے خاموش رہتی ہیں۔ جناب ڈالفی ڈسوزا، پراجیکٹ لیڈ ممبئی نے کہا کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ خواتین کے خلاف تشدد کے معاملے میں سیول سوسائٹیز کے ساتھ مل کر کام کرتے ہوئے ان خواتین کی ممکنہ مدد کرے۔ انھوں نے بتایا کہ خواتین کے خلاف جرائم میں مسلسل بہت زیادہ اضافہ ہو رہا ہے۔

پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ نے صدارتی خطاب میں کہا کہ اقدار کی کمی کے باعث خواتین کے خلاف تشدد ہو رہا ہے۔ بچوں کو اچھی قدریں سکھائیں اور سمجھائیں کہ ہر ایک کا عزت و احترام اور بالخصوص خواتین کا احترام ضروری ہے۔ پروفیسر صدیقی محمد محمود، رجسٹرار انچارج نے مانو کے اغراض و مقاصد بیان کیے۔ پروفیسر عامر اللہ خان، ریسرچ ڈائرکٹر سی ڈی پی پی نے کہا کہ ہندوستان کی ترقی کے لیے خواتین کی ترقی لازمی ہے۔ پارلیمنٹ میں تحفظات کی بات پر کوئی سیاسی پارٹی آگے نہیں بڑھتی۔ پروفیسر شاہدہ مرتضیٰ، ڈائرکٹر انچارج مرکز مطالعاتِ نسواں نے ویبنار کا تعارف پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ کئی کیسس جیسے نربھیا وغیرہ میں میڈیا کا رول بڑا ہی غیر ذمہ دارانہ اور غیر حساس رہا ہے۔ انہوں نے پروفیسر ریکھا شرما اور جناب آشیش شکلا، کا تعارف بھی پیش کیا اور شکریہ ادا کیا۔ جناب آشیش شکلا نے بھی خطاب کیا۔ پروفیسر محمد عبدالسمیع صدیقی، ڈائرکٹر، اردو مرکز پیشہ ورانہ فروغ برائے اساتذۂ اردو ذریعہ تعلیم نے خیر مقدم کیا اور کارروائی چلائی۔

ویجلنس بیداری ہفتہ کا انعقاد

یونیورسٹی میں ویجلنس بیداری ہفتہ کا 27/ اکتوبر سے 2/ نومبر تک اہتمام عمل میں آیا۔ اس سال اس کا موضوع ''سترک بھارت، سمردھ بھارت'' (چوکس ہندوستان، خوشحال ہندوستان) تھا۔ اس مہم کا اہتمام این ایس ایس یونٹ، مانو کی جانب سے کیا گیا۔ یونیورسٹی میں سنٹرل ویجلنس کمیشن کے رہنمایانہ خطوط کے مطابق کیمپس میں ویجلنس بیداری کے بینرس، پوسٹرس اور بورڈس لگائے گئے۔

شیخ الجامعہ کا یوم آزادی اور یوم جمہوریہ پیام

یومِ آزادی کے موقع پر 15 ؍اگست 2020 کو پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، انچارج وائس چانسلر نے ترنگا لہرایا۔ انہوں نے یومِ آزادی پیام کے دوران کہا کہ ہمارے ملک ہندوستان کی ترقی اتحاد میں مضمر ہے۔ پروفیسر رحمت اللہ نے قومی تعلیمی پالیسی 2020 کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ اس میں تعلیم و تحقیق پر زور، فنڈس کی فراہمی اور تعلیمی اداروں کی تنقیح جیسے اہم عوامل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ پالیسی میں خصوصی طور پر تحقیق پر توجہ دی گئی ہے جو کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے لازمی عمل ہے۔ انہوں نئ تعلیمی پالیسی کا خیر مقدم کرتے ہوئے اسے ملک کی ترقی کی ضامن قرار دیا۔

☆☆ یوم جمہوریہ 26 ؍جنوری 2021 کے موقع پر پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ نے یوم جمہوریہ پیام میں کہا کہ کرونا وائرس سے آزاد ماحول میں آج ہم جمع ہوئے ہیں تو اس کے لیے صحت، صفائی اور پولیس جیسے محکموں سے جڑے افراد کی محنت اور قربانیاں شامل ہیں۔ ان کے ساتھ ساتھ مرکزی اور ریاستی حکومتوں نے جو موثر اقدامات کیے ہیں وہ بھی قابل ستائش ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اردو یونیورسٹی نے سب سے پہلے NEP پر الکٹرانک مواد (e-Content) کی تیاری کا آغاز کیا ہے اور بہت جلد یہ کام مکمل ہو جائے گا اور مانو اس نوعیت کا کام کرنے والی ملک کی پہلی یونیورسٹی بن جائے گی۔

مولانا آزاد پرورچول میوزیم کا افتتاح

یونیورسٹی ویب سائٹ manuu.edu.in پر پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، وائس چانسلر انچارج کے ہاتھوں 28 ؍اگست 2020 کو مولانا ابوالکلام آزاد ورچول (آن لائن) میوزیم کا افتتاح عمل میں آیا۔ میوزیم میں مولانا آزاد کی نادر تصاویر، ان کی تحریر و تقاریر اور ویڈیوز موجود ہیں۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ اس میں اضافہ کیا جائے گا۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے پروفیسر رحمت اللہ نے مولانا آزاد کے افکار و خیالات اور قومی و ملی خدمات پر روشنی ڈالی۔ ورچول میوزیم کے بارے میں انھوں نے کہا کہ یونیورسٹی کے قیام کے بعد سے وائس چانسلرس اور دیگر اراکین نے مولانا آزاد کی نادر تصاویر، تحریریں، تقاریر جمع کی ہیں جو لائبریری، آئی ایم سی اور مرکز برائے مطالعاتِ اردو ثقافت کے پاس محفوظ ہیں۔ انہیں اب ورچول میوزیم میں آن لائن فراہم کیا جائے گا اور اس میں بتدریج مختلف ذرائع سے حاصل کردہ مواد کے ذریعہ اضافہ کیا جائے گا۔ اس طرح یہ مولانا آزاد پر ایک مستند ذخیرہ ہوگا جس سے معلومات کے حصول کے خواہشمندوں اور محققوں کو فائدہ ہوگا۔ پروفیسر صدیقی محمد محمود، رجسٹرار انچارج نے کہا کہ مولانا ابوالکلام آزاد بیسویں صدی کے ایک اہم ترین رہنما تھے۔ پروفیسر محمد ظفر الدین، ڈائرکٹر، سی یو سی ایس نے کارروائی چلائی اور خیر مقدم کیا۔

(دائیں سے) پروفیسر صدیقی محمد محمود، پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ اور پروفیسر محمد ظفر الدین

پروفیسر صدیقی محمد محمود کو تعلیمی خدمات پر باوقار مولانا آزاد ایوارڈ

پروفیسر صدیقی محمد محمود، رجسٹرار انچارج و ڈین اسکول آف ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ کو تعلیم کے شعبہ میں ان کی نمایاں خدمات پر 22 ؍فروری کو مہاراشٹرا کے شہر اورنگ آباد میں باوقار مولانا آزاد میموریل ایوارڈ عطا کیا گیا۔ مولانا آزاد چیئر، ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر مراٹھواڑہ یونیورسٹی، اورنگ آباد؛ مولانا آزاد ریسرچ سنٹر، میونسپل کارپوریشن اورنگ آباد؛ لوک سیوا ایجوکیشن سوسائٹی کے آرٹس اینڈ سائنس کالج، اورنگ آباد؛ چشتیہ کالج آف آرٹس اینڈ سائنس، خلد آباد، اورنگ آباد کے تعاون سے مولانا ابوالکلام آزاد کی برسی کے موقع پر منعقدہ ایک روزہ قومی سمینار میں یہ ایوارڈ دیا گیا۔

پروفیسر صدیقی محمد محمود مولانا آزاد ایوارڈ حاصل کرتے ہوئے۔

نئے طلبہ کا تعارفی پروگرام دیکشا رمبھ

یونیورسٹی این ای پی 2020 مشن پر ابتداء سے گامزن: پروفیسر رحمت اللہ

نئے طلبہ کے تعارفی پروگرام دیکشا رمبھ کا افتتاح 9 ؍نومبر 2020 کو ہوا جو 17 ؍نومبر تک جاری رہا۔ افتتاحی اجلاس سے صدارتی خطاب کرتے ہوئے پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، وائس چانسلر انچارج نے کہا کہ نئ تعلیمی پالیسی 2020 میں ابتدائی تعلیم کی مادری میں زبان میں فراہمی کی ہدایت دی گئی ہے جبکہ اردو یونیورسٹی بھی طلبہ کو ابتدائی اسکولی تعلیم سے لے کر ریسرچ تک مادری زبان میں فراہم کرتی ہے۔ تعلیمی پالیسی میں مہارتوں کے حصول پر توجہ دلائی گئی ہے۔ یونیورسٹی میں اس سلسلہ میں آئی ٹی آئی، پالی ٹیکنیک اور بی ٹیک جیسے کورسز دستیاب ہیں۔ پروفیسر رحمت اللہ نے کہا کہ نئ پالیسی میں دیگر ممالک میں شاخیں قائم کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔

آن لائن منعقدہ اس پروگرام سے پروفیسر صدیقی محمد محمود، رجسٹرار انچارج نے بھی خطاب کیا اور یونیورسٹی کے متعلق معلومات فراہم کیں۔ پروفیسر وناجا، ڈائرکٹر نظامت داخلہ نے اعلیٰ تعلیم کے بدلتے منظر نامے کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ پروفیسر محمد عبدالسمیع صدیقی، صدر نشین، دیکشا رمبھ ٹاسک ٹیم نے بھی خطاب کیا۔ پروفیسر علیم اشرف جائسی، ڈین بہبودیِ طلبہ نے خیر مقدم کیا۔ ڈاکٹر مسرت جہاں، اسوسیئٹ پروفیسر اردو نے کارروائی چلائی۔ ڈاکٹر کہکشاں لطیف، شعبۂ ترجمہ و کوآرڈینیٹر دیکشا رمبھ نے شکریہ ادا کیا۔

17 ؍نومبر 2020ء کے بعد داخلے لینے والے طلبہ کے لیے منعقدہ دوسرے مرحلے کے شمولیتی پروگرام ''دیکشا رمبھ'' کا افتتاح 14 ؍دسمبر کو ہوا جو 19 ؍دسمبر تک چلا۔

قومی تعلیمی پالیسی مولانا آزاد کے افکار سے ہم آہنگ: پروفیسر سلوجا

یومِ اساتذہ پر سابق اساتذہ کو تہنیت

شعبۂ تعلیم و تربیت کے زیر اہتمام 7 ستمبر 2020 کو یومِ اساتذہ کے سلسلے میں ''نئی تعلیمی پالیسی-20 کی روشنی میں اساتذہ کا بدلتا رول'' کے عنوان سے ویبنار کا انعقاد کیا گیا۔ پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، وائس چانسلر انچارج نے صدارت کی۔ پروفیسر چاند کرن سلوجا، ڈائرکٹر سنسکرت پروموشن فاؤنڈیشن، نئی دہلی نے پہلے خصوصی خطاب کے دوران کہا کہ مولانا ابوالکلام آزاد نے بحیثیت وزیر تعلیم ملک میں تعلیم کی مستحکم بنیاد رکھی۔ مولانا نے 14 برس تک لازمی اور مفت تعلیم، لڑکیوں کی تعلیم، پروفیشنل، تکنیکی تعلیم، ریسرچ پر توجہ دی۔ مولانا نے یو جی سی، آئی آئی ٹی، ساہتیہ اکیڈیمی، سنگیت کلا اکیڈیمی اور دیگر اہم ادارے قائم کیے۔ نئی تعلیمی پالیسی 2020 میں انہیں موضوعات پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ پروفیسر سلوجا نے بتایا کہ مولانا آزاد نے کہا تھا کہ تعلیم کا مقصد تنگ نظری کو دور کرنا ہے۔ بطور خاص مولانا نے فنون پر توجہ دی۔ نئی تعلیمی پالیسی میں بھی اس کا احاطہ کیا گیا ہے۔ فنون شناس اور کھلے ذہن کے ساتھ تعلیم انسان کو دماغی، سماجی اور نظریاتی ترقی فراہم کرتی ہے۔

پروفیسر صدیقی محمد محمود، رجسٹرار انچارج نے خیر مقدم اور موضوع کا تعارف کروایا۔ انھوں نے اساتذہ کو قوم ساز قرار دیا۔

پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ نے صدارت کی۔ ڈاکٹر عبدالکریم عبدالمجید سالار، اقراء ایجوکیشن سوسائٹی، جلگاؤں، مہاراشٹرا نے دوسرے خصوصی لکچر میں اساتذہ کو طلبہ کو تیار کرنے والی ''ڈائی'' قرار دیا اور کہا کہ اس میں نقص ہو تو پھر اس کا راست اثر تعلیم پر پڑتا ہے۔

یومِ اساتذہ کے سلسلے میں یونیورسٹی کے سابق اساتذہ پروفیسر ایس اے وہاب، پروفیسر آمنہ کشور، پروفیسر خالد سعید، پروفیسر سید شاہ محمد مظہر الدین فاروقی، پروفیسر فاطمہ بیگم اور پروفیسر گھنٹہ رمیش کو یادگاری تحفے اور تہنیتی مکتوب بھیجے گئے جسے جناب محمد مصطفیٰ علی سروری، اسوسیئٹ پروفیسر، شعبۂ ترسیل عامہ وصحافت کی سرپرستی میں یونیورسٹی الومنائی اسوسی ایشن کے صدر جناب اعجاز علی قریشی، جناب ایوب خان، جنرل سکریٹری اور دیگر نے ان تک پہنچائے اور ان کے ویڈیو پیامات ویبنار کے دوران انسٹرکشنل میڈیا سنٹر کے تعاون سے پیش کیے گئے۔ ڈاکٹر وقار النساء، اسوسیئٹ پروفیسر نے کارروائی چلائی۔ ڈاکٹر اختر پروین، اسسٹنٹ پروفیسر نے پروفیسر سلوجا کا اور محترمہ رابعہ اسمٰعیل نے ڈاکٹر عبدالکریم کا تعارف پیش کیا۔ شہباز احمد کی تلاوت کلام پاک سے ویبنار کا آغاز ہوا۔ ڈاکٹر اشونی اسوسی ایٹ پروفیسر و کنوینر ویبنار نے شکریہ ادا کیا۔ پروفیسر محمد مشاہد، صدر شعبۂ تعلیم و تربیت نے انتظامات کی نگرانی کی۔ ڈاکٹر محمد کامل، ڈائرکٹر انچارج مرکز برائے آئی ٹی نے ویبنار کے انعقاد میں حصہ لیا۔

پروفیسر فاطمہ بیگم کو مانو کا یادگاری تحفہ اور توصیفی مکتوب حوالے کرتے ہوئے الومنائی اسوسی ایشن کے عہدیدار جناب اعجاز علی قریشی، اور جناب ایوب خان، دوسری تصویر میں پروفیسر ایس اے وہاب قیصر اور تیسری تصویر میں جناب محمد مصطفیٰ علی سروری و پروفیسر خالد سعید بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

''قومی تعلیمی پالیسی 2020'' پر آن لائن لیکچر سیریز کا انعقاد

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، بھوپال میں بتاریخ 08 تا 11 اکتوبر 2020، چار روزہ لیکچر سیریز ''قومی تعلیمی پالیسی 2020: ہندوستانی نظام تعلیم صورت نو کی شاہ راہ پر گامزن'' عنوان کے تحت آن لائن لیکچر سیریز کا انعقاد کیا گیا۔ لیکچر سیریز کا افتتاح یونیورسٹی کے رجسٹرار اور ڈین اسکول آف ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ کے ذریعے عمل میں آیا۔ پروفیسر نوشاد حسین پرنسپل کالج آف ٹیچر ایجوکیشن بھوپال نے استقبالیہ خطبہ پیش کیا اور آن لائن لیکچر سیریز کے اغراض و مقاصد پر مختصراً روشنی ڈالی۔ شیخ الجامعہ جناب ایس ایم رحمت اللہ نے بھی شرکت کی اور کہا کہ امید کی جاتی ہے کہ یہ تعلیمی پالیسی 2035 تک ہندوستان میں اسکولی اور اعلی تعلیمی حالات کو صورت نو فراہم کرے گی۔ رجسٹرار پروفیسر صدیقی محمد محمود نے نئی تعلیمی پالیسی (NEP) کی اہمیت وافادیت کو اجاگر کرتے ہوئے اعلی تعلیم میں اس کے کلیدی مضمرات پر روشنی ڈالی۔ افتتاحی سیشن کے آخر میں ڈاکٹر تلمیذ فاطمہ نقوی نے اظہار تشکر کیا۔ افتتاحی پروگرام کی نظامت کا فریضہ ڈاکٹر آفاق ندیم خان نے انجام دیا۔

ماہرین تعلیم پروفیسر محمد اختر صدیقی، سابق صدر نشین، این سی ٹی ای؛ پروفیسر راجیش کھمبایت جوائنٹ ڈائرکٹر، پی ایس ایس، مرکزی ادارہ برائے حرفتی تعلیم، بھوپال؛ پروفیسر فرقان قمر، سنٹر فار مینجمنٹ اسٹڈی، جامعہ ملیہ اسلامیہ؛ ڈاکٹر مانس رنجن پانی گرہی، سینئر پروگرام آفیسر، کامن ویلتھ ایجوکیشن میڈیا سنٹر فار ایشیاء، نئی دہلی نے لیکچر پیش کیے۔ آن لائن لیکچر سیریز کا اختتام ڈاکٹر اندرجیت دتا کے اظہار تشکر سے ہوا۔

قومی تعلیمی پالیسی میں مولانا آزاد کے افکار شامل: شیخ الجامعہ

مولانا ابوالکلام آزاد کی یومِ پیدائش 11 رنومبر 2020ء کو قومی یومِ تعلیم کے موقع پر آن لائن مولانا آزاد یادگاری خطبہ کا اہتمام کیا گیا۔ پروفیسر عبدالحمید خان، ڈائرکٹر، آزاد چیئر و سابق صدر شعبۂ انگریزی، باباصاحب امبیڈکر مراٹھواڑہ یونیورسٹی، اورنگ آباد نے ''عصرِ حاضر میں مولانا ابوالکلام آزاد کی معنویت'' کے زیرِ عنوان آن لائن خطاب کیا۔ پروفیسر ٹی وی کٹی منی، وائس چانسلر، سنٹرل ٹرائبل یونیورسٹی وجیا نگرم، آندھرا پردیش، مہمانِ خصوصی تھے۔

پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، وائس چانسلر انچارج نے صدارتی خطاب میں کہا کہ مولانا آزاد مختلف الجہات شخصیت تھے۔ ان کے خیالات و افکار کی معنویت آج بھی اہمیت کی حامل ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم مولانا کے مشن کو آگے بڑھائیں۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں مولانا ابوالکلام آزاد کے افکار کو شامل کیا گیا ہے۔

پروفیسر صدیقی محمد محمود، رجسٹرار انچارج نے مہمانوں کا استقبال اور مہمانوں کا تعارف پیش کیا۔ ڈاکٹر ثمینہ کوثر تابش، اسسٹنٹ پروفیسر عربی نے کارروائی چلائی۔ ڈاکٹر احمد خان، ڈپٹی ڈائرکٹر، مرکز برائے مطالعاتِ اردو ثقافت نے شکریہ ادا کیا۔ ڈاکٹر عبدالعلیم، اسسٹنٹ پروفیسر، نظامت فاصلاتی تعلیم کی تلاوت کلام پاک سے جلسہ کا آغاز ہوا۔

(دائیں سے) پروفیسر ٹی وی کٹی منی، پروفیسر صدیقی محمد محمود، پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، ڈاکٹر احمد خان، پروفیسر عبدالحمید خاں، ڈاکٹر ثمینہ کوثر

مانو میں اے آئی سی ٹی ای کے زیرِ اہتمام تربیتی پروگرام

یونیورسٹی میں پانچ روزہ آن لائن اے آئی سی ٹی ای ٹریننگ اینڈ لرننگ (اٹال) فیکلٹی ڈیولپمنٹ پروگرام (ایف ڈی پی) بعنوان "انسدادِ تناؤ کا انتظام" منعقد ہوا۔ سارے ہندوستان میں 39 منتخبہ اداروں میں 2 تا 6 رنومبر 2020 اس پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ آل انڈیا کونسل فار ٹیچر ایجوکیشن (اے آئی سی ٹی ای) کی جانب سے 2 رنومبر کو مشترکہ افتتاحی تقریب منعقد کی گئی۔ افتتاحی پروگرام میں صدر نشین AICTE پروفیسر انیل سہسر بدھے نے پینل اراکین، معززین، شرکاء اور مانو کے اراکین کے لیے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ اردو یونیورسٹی کے پروگرام میں تقریباً 150 اساتذہ نے شرکت کی۔ پروفیسر صدیقی محمد محمود، رجسٹرار انچارج نے مانو کے فیکلٹی ڈیولپمنٹ پروگرام میں کلیدی خطبہ دیا۔

قومی تعلیمی پالیسی پر ویبنار

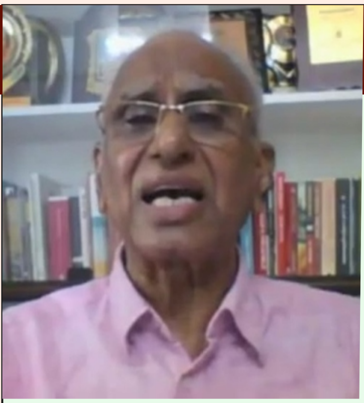

پروفیسر وی ایس پرساد

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی میں 10 راکتوبر 2020 کو قومی ویبنار ''قومی تعلیمی پالیسی 2020 کا مطمعِ نظر'' کا افتتاح عمل میں آیا۔ افتتاحی اجلاس میں ماہرِ تعلیمی انتظامیہ پروفیسر وی ایس پرساد، سابق وائس چانسلر بی آر امبیڈکر اوپن یونیورسٹی و اگنو، سابق ڈائرکٹر NAAC نے ''قومی تعلیمی پالیسی 2020 - لائحہ عمل برائے مانو'' کے زیرِ عنوان کلیدی خطبہ پیش کیا۔ پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، وائس چانسلر انچارج نے صدارت کی۔ پروفیسر پرساد نے اپنے خطاب میں نئی تعلیمی پالیسی کی روشنی میں اردو یونیورسٹی کو آن لائن کورسس کا آغاز کرتے ہوئے دوہرے سے تہرا طریقہ تعلیم اختیار کرنے کا مشورہ دیا۔ انہوں نے کہا کہ مربوط لائحہ عمل کے ذریعہ نئی پالیسی پر مؤثر عمل آوری کی جاسکتی ہے۔ پروفیسر پرساد نے سابق صدر جمہوریہ ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ انہوں نے کامیابی کے لیے نظریہ اور عملی اقدام پر توجہ دلائی تھی۔ نظریہ کے بغیر عملی اقدام نہیں ہوسکتا اور صرف نظریہ عمل کے بغیر بیکار سی بات ہے۔ انہوں نے کہا کہ انسانی صلاحیت کا مکمل استعمال، ملک کی ترقی کیلئے تعلیم کا استعمال اس پالیسی کے بنیادی اہداف ہیں۔ پروفیسر پرساد نے مانو میں چلائے جانے والے 75 کورسس میں بین موضوعاتی اشتراک کے امکان بھی تلاش کرنے کا مشورہ دیا۔ پروفیسر سلمیٰ احمد فاروقی، ڈین ریسرچ اینڈ کنسلٹنسی نے کاروائی چلائی اور مہمان مقرر کا تعارف پیش کیا۔ پروفیسر سنیم فاطمہ، ڈین اکیڈیمکس و کنوینر ویبنار نے شکریہ ادا کیا۔ ڈاکٹر سید امان عبید، اسوسیئٹ پروفیسر تعلیم و تربیت کی قرأت کلام پاک سے افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا۔

ویبنار کے انعقاد کا مقصد نیشنل ایجوکیشن پالیسی (این ای پی) 2020 کے نظریہ کو سمجھنا، اس کے تحت نصاب طئے کرنا، این ای پی 2020 کے نفاذ میں حائل چیلنجس کی نشاندہی کرنا، نئی پالیسی کی روشنی میں مانو کے لیے لائحہ عمل تیار کرنا ہے۔ افتتاحی اجلاس کے بعد پہلے تکنیکی سیشن میں پروفیسر محمد اختر صدیقی، سابق صدر نشین این سی ٹی ای و صدر شعبۂ تعلیم، جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی؛ دوسرے ٹیکنیکل سیشن میں پروفیسر رمیش گھنٹہ، رکن این سی ٹی ای (ایس آر سی)؛ تیسرے ٹیکنیکل سیشن میں پروفیسر ایس ایم آئی اے زیدی، صدر شعبۂ تعلیم و منصوبہ بندی، این آئی ای پی اے؛ چوتھے سیشن میں پروفیسر وی وینکیا، مشیر نظامت فاصلاتی تعلیم، مانو و سابق وائس چانسلر کرشنا یونیورسٹی نے نئی تعلیمی پالیسی کے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتے ہوئے مخاطب کیا۔ پروفیسر نسیم الدین فریس، پروفیسر ونا جا، پروفیسر شاہدہ اور پروفیسر گلفشاں حبیب تکنیکی سیشن کے اینکر تھے. شرکا کے لیے مقررین کے ساتھ سوال جواب کے سیشن بھی ویبنار کا حصہ تھے۔

باضابطہ منصوبہ بند طریقے سے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے تاکہ ایسے طلبہ کو اردو زبان کے ذریعہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کے مواقع فراہم ہوسکیں۔ یہ مانو کا بنیادی مقصد بھی ہے۔

اس نئی تعلیمی پالیسی سے علاقائی زبانوں کے ساتھ اردو کو بھی فائدہ ہوگا کیوں کہ پالیسی میں ان تمام زبانوں میں تعلیم کی وکالت کی گئی ہے جو دستور کے جدول آٹھ میں شامل ہیں۔ اس سے دیگر علاقائی زبانوں کے ساتھ اردو کے فروغ کا راستہ بھی ہموار ہوگا اور مانو کے مقاصد میں ایک اہم مقصد اردو زبان کی ترویج و ترقی بھی ہے۔

مدارس میں پڑھنے والے طلبہ کی ایک بڑی تعداد دینی تعلیم کی تکمیل کے بعد عصری تعلیم کے حصول کے لیے یونیورسٹیوں کا رخ کرتی ہے۔ چوں کہ مدارس کا ذریعہ تعلیم بھی مانو ہی کی طرح اردو ہوتا ہے۔ اس لیے مانو نے گذشتہ برسوں میں ملک کے دو سو سے زائد مدارس کی سند کو نہ صرف منظوری دی ہے، بلکہ ان طلبہ کے لیے خصوصی برج کورس کا نظم بھی کیا ہے۔ ساتھ میں ایک پرچہ لازمی مضمون کے طور پر انگریزی پڑھنا بھی ضروری قرار دیا ہے تاکہ ان کے لیے حصول روزگار کے مواقع میں اضافہ ہو۔ یہ ایک خوش آئند بات ہے۔ مانو کو اس سلسلے میں اپنے کل ہند دائرۂ کار کے ساتھ مدارس کے الحاق میں مزید وسعت دینا چاہیے تاکہ اردو زبان میں تعلیم حاصل کرنے والے مدارس کے ان طلبہ کے لیے عصری اعلیٰ تعلیم کا حصول زیادہ سے زیادہ ممکن ہوسکے۔

اس نئی تعلیمی پالیسی کے مطابق اردو طلبہ کی اکثریت والے اسکولوں میں تمام موضوعات سائنسی وسماجی علوم کی کتابیں ان کی مادری زبان میں پڑھائی جائیں گی اور ان طلبہ کو نصاب کی درسی کتابیں اردو میں سرکاری طور پر مہیا کرائی جائیں گی۔ لیکن ایک بڑا مسئلہ یہ ہے کہ مختلف مضامین کی درسیات، امدادی کتب اور رہنما مواد اردو زبان میں بہت کم ہے۔ اس سلسلے میں مانو کو اپنے ڈائرکٹوریٹ آف ٹرانسلیشن اینڈ پبلی کیشنز کے ذریعہ ترجیحی بنیادوں پر سائنسی اور سماجی علوم کی کتابوں کے تراجم اور اردو زبان میں ان کی اشاعت کا اہتمام بڑے پیمانے پر کرنا چاہیے۔

پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ کا مانو اور سابق وائس چانسلرس کو منظوم خراج

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے 23 ویں یوم تاسیس پر جو 9/جنوری 2021ء کو منعقد ہوا تھا، پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، وائس چانسلر انچارج نے صدارتی خطاب کے آخر میں مولانا ابوالکلام آزاد، مانو، مہمانِ خصوصی اور اولین وائس چانسلرس کو منظوم خراج پیش کیا۔

ہے مانو علم کا گہوارہ سرچشمۂ دانش و حکمت ہے
اردو کا یہ اک سرمایہ ہم سب کے لیے ایک نعمت ہے

23 واں جشن یہ تاسیسی، تاریخ بنانے والا ہے
ہر دل کی نئی امیدوں کی اک فصل اگانے والا ہے

یہ علم و ہنر کا مرکز ہے آزاد کی اس کو نسبت ہے
اس وادیِ ایمن کی ضو میں کتنوں کی نہ جانے محنت ہے

یہ فکرِ شمیمؔ کا گلشن ہے اردو کا حسیں شہ پارہ ہے
بے شک یہ پٹھانؔ کی دھڑکن ہے اور علم کا بہتا دھارا ہے

شبنم کی طرح شفاف میاںؔ، سبزہ کی طرح شاداب رہے
اس بزم کی خدمت کی خاطر پرویزؔ یہاں بے تاب رہے

یہ مرکزِ اردو کا محور، صد نازشِ قوم و ملت ہے
اب اس گلشن کی خدمت میں دن رات مگن یہ رحمتؔ ہے

یہ مانو ایسا گلشن ہے ہر طالب علم کی جنت ہے
یہ اہل خرد کا خرمن ہے یہ علم و ادب کا مخزن ہے

ہر ایک زبان خشک یہاں، ایک آن میں تر ہوجاتی ہے
ہر خانۂ دل کی تاریکی، گل بانگِ سحر ہوجاتی ہے

اس وادی گل کی نکہت سے سانسوں میں مہک ہے خوشبو ہے
اس باغ کے ہر اک بلبل کے نغموں کی زباں تو اردو ہے

تاریخ مرتب ہوتی ہے ہر آن یہاں متوالوں کی
اس ملک میں جینے والوں کی اس ملک پر مرنے والوں کی

وہ پھول یہاں پر کھلتے ہیں خود گلشن جن پر ناز کریں
ہر طائر اس کا شاہیں ہے جو گردوں میں پرواز کرے

اخلاص کی نکہت مہکے ہے چہروں پہ یہاں استادوں کے
ہونٹوں پہ کبھی شکوہ ہی نہیں قصے ہی نہیں افتادوں کے

منصور کی آمد سے ہے اب، ماحول یہاں کا نورانی
یہ جشن بنا ہے لاثانی، لمحاتِ خوشی ہے لافانی

اس سینۂ گیتی پر یوں ہی گلشن یہ سدا آباد رہے
ہر میکش اس مہ خانہ کا ہم سب کی دعا ہے شاد رہے

نئی تعلیمی پالیسی اور مستقبل میں مانو کا لائحہ عمل

ڈاکٹر شکیل احمد
اسسٹنٹ پروفیسر اسلامک اسٹڈیز

ہر ملک میں اس کے نظام تعلیم کی بڑی اہمیت ہوتی ہے کیوں کہ ملک کی ترقی کا انحصار اس کے نظام تعلیم پر ہوتا ہے۔ یہ ملک کے ارتقائی عمل میں قوت متحرکہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس قسم کا نظام تعلیم ہوگا اسی قسم کا سماج تشکیل پائے گا۔ مثبت اور تعمیری بنیادوں پر تیار کیا گیا نظام تعلیم ملک وقوم کو ترقی کی نئی منزلوں کی طرف گامزن کرتا ہے۔

تعلیمی نظام میں حالات اور زمانہ کی ضرورت کے مطابق تبدیلی ناگزیر ہوتی ہے۔ یوں تو کم ازکم ہر دس سال میں تعلیمی پالیسی پر نظر ثانی ہونی چاہیے لیکن ہندوستان میں مختلف وجوہات کی بنا پر ایسا نہ ہوسکا۔ اب تقریباً چونتیس برسوں کے بعد ایک نئی تعلیمی پالیسی لائی گئی ہے۔ حالاں کہ آزادی کے بعد سے ہی ایک نئے نظام تعلیم کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ آزادی سے پہلے ملک میں جو نظام تعلیم رائج تھا وہ انگریزی حکومت کے ذریعہ میکالے پالیسی کے تحت اس طرح تیار کیا گیا تھا کہ انگریزی سامراج کو مستحکم بنیاد فراہم کی جاسکے۔ یہ آزاد ہندوستان کے جمہوری مزاج سے کسی بھی طرح میل نہیں کھاتا تھا۔

آزادی کے بعد ملک کی ضرورتوں کو دیکھتے ہوئے سب سے پہلے مولانا ابوالکلام آزاد نے ۱۹۵۸ء میں تعلیمی نظام میں تبدیلی کا مشورہ دیا تھا۔ اس کے بعد ۱۹۶۸ء میں ڈاکٹر رادھا کرشنن کے زیر نگرانی تیار کی گئی تعلیمی رپورٹ کی روشنی میں اس میں تبدیلی ہونی تھی لیکن وسائل کی کمی کے سبب ایسا نہ ہوسکا۔ بہر حال ۱۹۸۶ء میں نئی تعلیمی پالیسی مرتب کر کے نافذ کی گئی اور پھر بالترتیب ۱۹۹۲ء اور ۲۰۰۵ء میں پلان آف ایکشن اور قومی نصاب کی تشکیل کے نام سے اہم تبدیلیاں کی گئیں۔ اب ایک بار پھر نئی قومی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء کے ڈرافٹ کو کابینہ نے منظوری دے دی ہے۔ اس نئی تعلیمی پالیسی پر نقد و تبصرے کا عمل جاری ہے اور مثبت ومنفی دونوں پہلوؤں پر قومی سطح پر ماہرین تعلیم اور دانشوروں کی جانب سے آراء سامنے آرہی ہیں۔ ایک طرف بعض حلقوں کی جانب سے مختلف نوعیت کے خدشات کا اظہار کیا گیا ہے تو دوسری طرف حکومت کی جانب سے اسے تعلیمی شعبہ میں ایک انقلابی قدم بتایا جارہا ہے۔

اس نئی تعلیمی پالیسی میں اگر چہ بہت سی چیزیں اصلاح طلب اور نظر ثانی کے قابل ہیں جیسا کہ وزارت فروغ انسانی وسائل کے ذریعہ جب اس پر لوگوں کی رائے طلب کی گئی تھی تو دو لاکھ سے زائد تجاویز اور مشورے موصول ہوئے تھے۔ بہر حال کابینہ کی منظوری کے بعد چوں کہ اب اسے نافذ ہونا ہے۔ اس لیے تعلیمی اداروں، اساتذہ اور طلبہ کو خاص طور پر اس نئی تعلیمی پالیسی کو اس نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہیے کہ اس میں کون سے ایسے نکات ہیں جن سے ادارے کی تعمیر وترقی اور تعلیم کی بہتری کی راہ ہموار ہوگی۔ اداروں کو ابھی سے اس تعلیمی پالیسی کی روشنی میں اس طرح کا لائحہ عمل بنانا چاہیے جو ان کے تعلیمی مقاصد کو یقینی بنا سکے۔ مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے مستقبل کا لائحہ عمل کیا ہونا چاہیے اس پر گفتگو سے پہلے مناسب ہوگا کہ اس کے تعلیمی مقاصد کا مختصر تذکرہ کر دیا جائے۔

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کل ہند دائرہ کار کے ساتھ ۱۹۹۸ء میں پارلیمنٹ کے ایک ایکٹ کے ذریعہ قائم کی گئی مرکزی یونیورسٹی ہے۔ یہ محض ایک ادارہ نہیں بلکہ ایک تحریک، ایک مشن اور ایک ایسے خواب کی حسین تعبیر ہے جسے مولانا ابوالکلام آزاد نے ہندوستان کے روشن مستقبل کے لیے بحیثیت وزیر تعلیم دیکھا تھا۔ مولانا آزاد نے تعلیم کے عمومی تصور کی ایک ایسی بنیاد رکھی تھی جس میں جدید وقدیم کے عناصر بھی تھے اور ذہنی وفکری کشادگی بھی۔ یہ ادارہ نہ صرف مولانا آزاد کے نام سے منسوب ہے بلکہ اس کا ذریعہ تعلیم بھی مولانا کی زبان اردو ہے۔

مانو نے اپنے قیام کے وقت سے ہی اپنے بنیادی مقاصد میں اردو زبان کی ترویج وترقی، اردو میں پیشہ ورانہ اور تکنیکی تعلیم کی فراہمی، اردو کے ذریعہ روایتی اور فاصلاتی دونوں طریقوں سے اعلیٰ تعلیم کی فراہمی اور تعلیم نسواں پر خصوصی توجہ دینا شامل رکھا ہے۔ اگر چہ ان مقاصد کی جانب مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا محض یہ آغاز ہے لیکن اس نے اپنے دو دہائی کے مختصر عرصے میں دنیائے علم کے افق پر جس طرح اپنی نمایاں شناخت قائم کی ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ مستقبل میں یہ ادارہ علم کا ایک مینارۂ نور ثابت ہوگا اور یہاں کے فارغین اپنے علم کی روشنی سے علمی دنیا کو منور کریں گے۔ اور یہی مولانا آزاد کے لیے بھی سچا خراج عقیدت ہوگا۔

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے مذکورہ مقاصد کی روشنی میں نئی تعلیمی پالیسی کے بعض نکات بڑی اہمیت کے حامل ہیں:

نئی تعلیمی پالیسی میں پانچویں جماعت تک لازمی طور پر اور آٹھویں جماعت تک اختیاری طور پر مادری زبان میں تعلیم کی بات کہی گئی ہے۔ اس سے جہاں اسکول جانے والے طلبہ کی تعداد میں اضافہ ہوگا، وہیں اعلیٰ تعلیم پر بھی اس کے اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ وہ طلبہ جنھوں نے اپنی ابتدائی اور ثانوی تعلیم مادری زبان اردو میں حاصل کی ہوگی اگر انہیں اعلیٰ تعلیم کے مواقع بھی اسی زبان میں دستیاب ہوں تو یہ ان کے لیے زیادہ بہتر اور آسان ہوگا۔ ان طلبہ کے لیے ملک کی دیگر جامعات کے مقابلہ میں مانو کا انتخاب اولین ترجیح ہوگی، جہاں روایتی اور فاصلاتی دونوں طریقوں سے اردو زبان میں اعلیٰ تعلیم کا انتظام ہے۔ اس سلسلے میں مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کو

Multidisciplinary اور Multilingualism کے نظریے کو فروغ دینے کے لیے یونیورسٹی اپنے تعلیمی نظام میں پہلے ہی مثبت تبدیلی کر چکی ہے تاہم یونیورسٹی کو اس تعلیمی پالیسی سے Multilingualism, Multidisciplinary اور Interdisciplinary نظریہ تعلیم کو مزید وسعت دینے میں کافی حد تک مدد مل سکتی ہے۔ یہی نہیں سائنس اور تکنیکی تعلیم کے شعبوں کو بھی اس تعلیمی پالیسی کے تحت مزید فروغ حاصل ہوسکتا ہے۔ چوں کہ ہماری یونیورسٹی میں پہلے سے ہی اسکولی تعلیم کے علاوہ انڈر گریجویٹ اور پوسٹ گریجویٹ کے متعدد کورسز جاری ہیں اس لیے قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے تحت مربوط اساتذہ تربیت (Integrated Teacher Education) کے چار سالہ بی ایڈ پروگرام کے تصور کو عملی جامہ پہنانے میں اسے بہت زیادہ مشکلات کا سامنا نہیں ہوگا۔ چار سالہ مربوط بی ایڈ کے آغاز سے اسکول آف ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ اور اس سے ملحق آٹھ علاقائی کالج آف ٹیچر ایجوکیشن کو مزید فروغ حاصل ہوسکتا ہے۔ تعلیم کے شعبے میں بی ایڈ کے بعد ایم ایڈ اور پی ایچ ڈی کے لیے بھی قومی تعلیمی پالیسی 2020 بہت ہی کارآمد ثابت ہوسکتی ہے۔

یوں تو قومی تعلیمی پالیسی 2020 تعلیم کے تقریباً سبھی وسعتوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے اور مستقبل میں 'وشوگرو' بننے کے لیے مختلف ہدایات پر کاربند ہے۔ تاہم اس کی شروعات اسکولی تعلیم کی تشکیل نو سے کی گئی ہے۔ لہٰذا اس مختصر سے مضمون میں اسکولی تعلیم کے نئے خدوخال اور اہم نکات کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔

بنیادی خواندگی اور عدد شماری کے مدعے اور مسائل کے بعد ابتدائی و ثانوی تعلیم کی سطح پر داخلہ، طلبا کا اسکول میں قائم رہنا اور ترک تعلیم کے مسائل بہت ہی اہم ہیں۔ اسکولی تعلیم کے ان گمبھیر مسائل کی طرف پہلے بھی خصوصی توجہ دی گئی تھی اور قومی تعلیمی پالیسی 2020 نے بھی ان کے حل کے لیے Time Bound ہدف مقرر کیا ہے۔

ترک تعلیم کا مسئلہ ہو یا اسکول میں قائم رہنے کا یا پھر GER میں اضافے کا، پہلے بھی ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم پری پرائمری سے بارہویں جماعت تک کی ہمہ گیر تعلیم مہیا کرانے کے لیے 2020 کی تعلیمی پالیسی میں نہایت اہم قدم اٹھائے گئے ہیں۔

اب پالیسی کے مطابق پری اسکول ایجوکیشن کو بھی لازمی قرار دیتے ہوئے 4+3+3+5 کا چار مراحل پر مبنی اسکولی تعلیم کا خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ اس نئے ڈھانچے کے مطابق اسکولی تعلیم کی تکمیل چار مرحلوں میں اس طرح ہوگی۔

اسکولی تعلیم کا پہلا مرحلہ 3 سے 8 سال کے بچوں کے لیے ہوگا جو دو ذیلی سطحوں بنیادی سطح یعنی آنگن باڑی/ پری اسکول پر مبنی تین سالہ اسکولی تعلیم کی تیاری کے لیے ہوگا جبکہ اس مرحلے کی دوسری سطح جماعت اول اور دوم پر مبنی ہے۔ اسکولی تعلیم کا دوسرا مرحلہ تیسری جماعت سے پانچویں جماعت پر مبنی 8 سے 11 سال کے بچوں کے لیے مختص ہوگا۔ اسکولی تعلیم کا تیسرا مرحلہ ثانوی یا مڈل سطح کہلائے گا جو درجہ 8,7,6 پر مبنی گیارہ سے چودہ سال کے عمر گروپ کے بچوں کے لیے مخصوص ہوگا۔ اسکولی تعلیم کا آخری مرحلہ چار سالوں پر مشتمل ہوگا جو 14 سے 18 سال کے نو بالغان کے لیے مختص ہوگا اور اسے دو زمروں نویں و دسویں (9-10) کلاس اور گیارہویں و بارہویں (11-12) کلاس میں تقسیم کیا جائے گا۔ یہ مرحلہ درجہ 9 سے 12 تک کے لیے موجودہ ثانوی اور اعلیٰ ثانوی تعلیم کی جگہ لے گا۔

اسکولی تعلیم کا آغاز بنیادی سطح پر ابتدائی بچپن کی نگہداشت و تعلیم ECCE سے ہوگا جب کہ Preparatory سطح کی شروعات چند نصابی و ہم نصابی سرگرمیوں مثلاً کھیل، تلاش و جستجو وغیرہ کی تدریسی سرگرمیوں پر مبنی نصابی کتابوں کے ذریعے کی جائے گی۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 طلبا کی ہمہ جہت ترقی پر زور دیتی ہے۔ اس کے مطابق سبھی اسکولی سطح پر نہ صرف ذہنی نشوونما پر زور دیا جائے بلکہ طلبا کی اقداری اور اخلاقی نشوونما کا بھی خیال رکھا جائے تاکہ ان کی ہمہ جہت ترقی اس طرح ہو کہ اکیسویں صدی کی انفرادی ضروریات کے ساتھ اجتماعی ضروریات کو بھی پورا کرسکیں۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 پارٹ (1) اسکول ایجوکیشن اور پارٹ (2) اعلیٰ تعلیم دونوں کے تناظر میں ٹیچر ایجوکیشن کی تشکیل نو کی ہدایت دیتی ہے۔ اس ضمن میں ہر ایک کالج آف ٹیچر ایجوکیشن / ادارے سے منسلک اسکول کی کلیدی اہمیت ہے۔ مانو کے سبھی آٹھ کالج آف ٹیچر ایجوکیشن اور شعبہ تعلیم و تربیت میں پالیسی کے ان اہم نکات کی تکمیل کے لیے اسکولوں کے قیام کی راہیں ہموار ہوسکتی ہیں۔ غرض کہ موجودہ پالیسی مختلف جہت سے مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے مستقبل کی ترقی میں اہم رول ادا کرسکتی ہے۔

نئی تعلیمی پالیسی اور مستقبل میں مانو کا لائحہ عمل

پروفیسر عبدالسمیع صدیقی
ڈائرکٹر، سی پی ڈی یو ایم ٹی

اساتذہ کی بحالی اور مسلسل پیشہ ورانہ ترقی کو قومی تعلیمی پالیسی ۔2020 کے بنیادی اصول وضوابط میں شامل کیا گیا ہے اور اساتذہ کو اکتساب کے عمل کا مرکزی جزو مانا گیا ہے۔اس میں ابتدائی سطح سے اساتذہ کے لیے مثبت اور سازگار ماحول کی فراہمی کی بات کہی گئی ہے۔اس ضمن میں ابتدائی تعلیم (Early Childhood Care and Education) کے زمرے میں آنگن واڑی کی سطح پر اساتذہ کی تیاری کے لیے NCERT کے ذریعہ نصاب تیار کیا جائے گا اور 10+2 سے زیادہ اہلیت رکھنے والے اساتذہ کو چھ مہینے کا سرٹیفکیٹ کورس کرایا جائے گا اور کم تعلیمی اہلیت رکھنے والوں کو ایک سال کا ڈپلوما کورس کرایا جائے گا۔مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے زیرِ اہتمام مرکز پیشہ ورانہ فروغ برائے اساتذہ اردو ذریعہ تعلیم کے تحت اس کورس کو آن لائن اور فاصلاتی طرز پر حکومت کی منظوری کے ساتھ چلایا جا سکتا ہے۔

Foundational Literacy and Neumeracy کے زمرے میں بھی اساتذہ کو بنیادی خواندگی اور اعداد شاری سے متعلق طریقۂ تدریس سے آگاہی کے لیے مسلسل پیشہ ورانہ فروغ کے تحت تربیتی پروگراموں کے انعقاد اور اس ضمن میں مالی مدد کی بات بھی قومی تعلیمی پالیسی میں کہی گئی ہے۔مختلف سرکاری اداروں کے اشتراک سے ان تربیتی پروگراموں کا انعقاد مرکز پیشہ ورانہ فروغ برائے اساتذہ اردو ذریعہ تعلیم کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے۔

اسکولی سطح پر اساتذہ کی اصلاح اور تربیت کے لیے ہر سال کم از کم پچاس (50) گھنٹے مسلسل پیشہ ورانہ فروغ سے متعلق سرگرمیوں میں شرکت کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔اساتذہ کے ساتھ ساتھ اسکول کے پرنسپل اور دیگر عہدیداروں کو بھی اس طرح کے Leadership Management Programmes میں ہر سال پچاس گھنٹے یا اس سے زیادہ کے لئے شرکت کرنی ہوگی۔اس ضمن میں رہنمایانہ خطوط کی اجرائی کی ذمہ داری NCTE کو دی گئی ہے۔ NCTE NCERT, اور SCERTs کے مشورہ سے National Professional Standards for Teachers سے متعلق معیارات سال 2022 تک تیار کرے گی۔اساتذہ کا پروموشن اور تنخواہوں میں اضافہ NPST کے طے کردہ معیارات کے لحاظ سے ہوگا جس میں مسلسل پیشہ ورانہ فروغ کے تحت کی جانے والی سرگرمیوں کو اہمیت حاصل ہوگی ۔ یہاں بھی آن لائن سرگرمیوں کی شمولیت پر زور دیا گیا ہے۔مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا مرکز پیشہ ورانہ فروغ برائے اساتذہ اردو ذریعہ تعلیم اردو میڈیم اساتذہ کے لئے ان سرگرمیوں کا انعقاد کرسکتا ہے۔

قومی تعلیمی پالیسی میں ہر سطح پر مسلسل پیشہ ورانہ فروغ سے متعلق سرگرمیوں میں تکنالوجی اور ڈیجیٹل پلیٹ فارم جیسے SWAYAM/DIKSHA کے استعمال پر زور دیا گیا ہے۔اس ضمن میں مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کے تحت مختلف مراکز اور شعبوں کے باہمی اشتراک سے آن لائن کورسس تیار کیے جا سکتے ہیں۔جن سے اردو میڈیم اساتذہ مستفید ہوں گے۔تعلیمی نظام کے فروغ کے لیے مالی اعانت سے متعلق جن آٹھ کلیدی طویل مدتی نکات کی نشاندہی کی گئی ہے ان میں بھی اساتذہ کی تعلیم اور مسلسل پیشہ ورانہ فروغ کا ذکر پالیسی میں موجود ہے جو ایک خوش آئند اقدام ہے۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 مانو کے تناظر میں

ڈاکٹر ریاض احمد
اسوسی ایٹ پروفیسر و پرنسپل، کالج آف ٹیچر ایجوکیشن، نوح

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی اپنے قیام کے پہلے دن سے ہی حکومت ہند کی پالیسیوں کے نفاذ اور عمل آوری میں پیش پیش رہی ہے۔ اپنے قیام کے مقاصد کی تکمیل کے لیے آئین کی ہدایات اور ملک کے قوانین کی پاسداری اس کا اولین فرض ہے۔قومی تعلیمی پالیسی 2020 مانو کے قیام کے بعد پہلی قومی تعلیمی پالیسی ہے۔اس قومی تعلیمی پالیسی کے نفاذ سے مانو کے ہر شعبے کی ترویج وترقی منسلک ہے خواہ وہ اسکولی تعلیم ہو، تکنیکی اور پیشہ وارانہ تعلیم وتربیت کے ادارے ہوں، اعلی تعلیم کے شعبے ہوں یا پھر اساتذہ کی تعلیم وتربیت کا شعبہ اور ملک بھر میں پھیلے اس کے کالج آف ٹیچر ایجوکیشن ۔قومی تعلیمی پالیسی ہندوستان میں اکیسویں صدی کی تعلیمی ترقی کے لیے ایک اہم دستاویز ہے۔تعلیمی ترویج وترقی، انتظام وانصرام اور تحقیق وتجدید کے ان سبھی ہدایات کو مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی نافذ کرنے اور اس کے مفید پہلوؤں کی نشاندہی کرنے اور اس کو عمل میں لانے کے لیے کوشاں ہے۔اس سلسلے میں کئی طرح کے لائحہ عمل تیار کیے جا رہے ہیں۔ یونیورسٹی نے قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے اغراض ومقاصد اور ہدایات کو خصوصی طور سے اپنے اسٹاک ہولڈر تک پہنچانے کا بطور خاص انتظام کیا ہے۔اس کے لیے انسٹرکشنل میڈیا سنٹر (IMC, MANUU) اور نظامت فاصلاتی تعلیم Directorate of Distance Education (DDE) نے اسکول آف ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ کے توسط سے مشترکہ طور پر اردو میں قومی تعلیمی پالیسی 2020 پر درسی مواد اور E-content تیار کرنے کا عمل شروع کیا ہے۔اس سلسلے میں متعدد میٹنگ اور ورک شاپ منعقد کیے جا چکے ہیں۔ یونیورسٹی کے ذریعہ منعقدہ پروگرام میں قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے چیئرمین اور پالیسی کے روح رواں پروفیسر کے کستوری رنگن کو مدعو کیا گیا۔ اس موقع پر یونیورسٹی نے NEP-2020 کے نفاذ اور عمل آوری پر خصوصی توجہ دیے جانے کا عہد کیا ہے۔قومی تعلیمی پالیسی 2020 پری اسکول تعلیم یعنی Early Childhood Care and Education (ECCE) (ابتدائی بچپن کی نگہداشت اور تعلیم) کو پالیسی کا اہم حصہ قرار دیا ہے۔اس سے مانو کیمپس میں چلائے جا رہے Creche Centre کی تشکیل نو ہوسکتی ہے۔یونیورسٹی کے تینوں ماڈل اسکولوں حیدرآباد، دربھنگہ اور نوح کو پالیسی کے نئے اسکولی تعلیمی نظام 5+3+3+4 کے تحت مزید وسعت دی جا سکتی ہے اور دیگر کالج آف ٹیچر ایجوکیشن سے منسلک اسکول بھی قائم کیے جا سکتے ہیں۔ حالاں کہ

ریسرچ (ICAR)، ویٹرنری کونسل آف انڈیا (VCI)، نیشنل کونسل فار ٹیچر ایجوکیشن (NCTE)، کونسل آف آرکٹیکچر (COA)، نیشنل کونسل فار ووکیشنل ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ (NCVET) جیسی موجودہ ریگولیٹری کونسلوں کے لیے بھی ایک منصوبہ پیش کیا ہے کہ وہ پیشہ ورانہ معیارات طے کرنے والے اداروں کے طور پر کام کریں۔ ان اداروں سے یہ توقع ہوگی کہ وہ ملک میں اعلیٰ تعلیم کے میدان میں ایک فعال کردار ادا کریں گے اور اس بات کا ضابطہ طے کیا گیا ہے کہ ان کے سربراہوں کو اپنے ادارے کی نمائندگی کے لیے جنرل ایجوکیشن کونسل میں مدعو کیا جائے گا۔

اس کے علاوہ قومی تعلیمی پالیسی 2020 کا ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ تمام اعلیٰ تعلیمی ادارے، خواہ وہ سرکاری ہوں یا نجی، اس ریگولیٹری دائرے کا حصہ سمجھے جائیں گے۔ اس طرح قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں جو ریگولیٹری نظام پیش کیا گیا ہے اس کا مقصد اعلیٰ تعلیمی اداروں کی مکمل مرمت و اصلاح کو یقینی بنانا ہے تا کہ ہندوستان کے اعلیٰ تعلیمی میدان کو ایک نئی طاقت فراہم کی جائے اور وہ تیزی کے ساتھ پیش رفت کر سکے۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستان میں اعلیٰ تعلیمی ادارے مالی امداد کے طرز سے نکل کر بتدریج مرحلہ وار انداز میں خود کفیل و خود مختار تعلیمی اداروں کی شکل اختیار کر لیں جہاں معیاری اور ضرورت پر مبنی تعلیم، اطلاقی تحقیق اور ایجادات ہوں اور تعلیمی میدان کے تمام پہلوؤں میں عمدگی کو یقینی بنایا جائے۔

اعلیٰ تعلیمی اداروں کو چاہیے کہ اعلیٰ تعلیم کے طے شدہ، ارتباطی اور جامع ریگولیٹری نظام سے ہم آہنگ ہو جائیں اور ریگولیٹری، ایکریڈیٹیشن، مالیہ کی فراہمی اور تعلیمی معیارات کا تعین کرنے والے اداروں کی مطابقت میں کام کرنے لگیں اور ایسے تعلیمی اداروں کی صورت میں ابھریں جو عالمی سطح کی اعلیٰ معیاری تعلیم کے حصول کے لیے مہارت اور صلاحیت کے حامل ہوں تا کہ مکمل انسانی صلاحیتوں کی نشو و نما و نیز ایک مساویانہ و منصفانہ سماج کے فروغ کو یقینی بنائیں اور افراد، ملک اور پوری دنیا کے لیے فلاح کا ذریعہ بنیں۔

ہندوستان کے تمام تعلیمی اداروں سے وابستہ تمام افراد کو یہ سمجھ لینا چاہیے کہ عوام، قائدین اور حکومت نے تمام پہلوؤں سے ایک طاقت ور ہندوستان کا خواب دیکھا ہے اور ہمیں ایک بہترین، جامع، غیر معمولی اور انقلابی تعلیمی پالیسی بنا کر دی ہے جو زیادہ 'خود مکتفی ہندوستان' کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے والی ہے، اور یہ کہ ہم میں سے ہر فرد، ملک کا ایک سچا شہری ہونے کے ناطے ملک کے تئیں اپنی ذمہ داری کو پہچانے، قومی تعلیمی پالیسی کی خصوصیات کو سمجھے، اس کے لیے ایک لائحۂ عمل بنائے اور اسے اس کی حقیقی روح کے ساتھ نافذ کرے تا کہ ہندوستان کے وشوا گرو کے کردار کو بحال کیا جا سکے۔

حوالے:

1. قومی تعلیمی پالیسی 2020، وزارت تعلیم، اخذ کردہ مورخہ 31 مارچ 2021 بتوسط:
https://www.education.gov.in/sites/upload_files/mhrd/files/NEP_Final_English_0.pdf

2. قومی کونسل برائے تعلیمی تحقیق و تربیت، دہلی (2020)، قومی تعلیمی پالیسی، 2020، مساویانہ اور شمولیتی: سب کے لیے اکتساب، پس منظری مقالہ برائے ٹیچرس فیسٹیول۔
اخذ کردہ 31 مارچ 2021 بتوسط: https://www.education.gov.in/shikshakparv/docs/Inclusive_Education.pdf

3. عالمی شہریت تعلیم کے موضوع پر دوسرے یونیسکو فورم کی حتمی رپورٹ: پر امن اور مستحکم معاشروں کی تعمیر (2015)، اخذ کردہ 31 مارچ 2021 بتوسط:
http://www.unesco.org/new/fileadmin/MULTIMEDIA/HQ/ED/pdf/FinalReport-GCED_21April.pdf

4. یونیسکو، عالمی شہریت تعلیم۔ اخذ کردہ 31 مارچ 2021 بتوسط: https://en.unesco.org/themes/gced

بھوپال ریجنل سنٹر کو مدھیہ پردیش حکومت کی درسی کتب کی ذمہ داری

مدھیہ پردیش حکومت نے اپنی اردو میڈیم درسی کتب کی ایڈیٹنگ اور نظرِ ثانی کی ذمہ داری یونیورسٹی کے بھوپال ریجنل سنٹر کو تفویض کی ہے۔ ڈاکٹر محمد احسن، ریجنل ڈائرکٹر بھوپال کی اطلاع کے بموجب راجیہ شکشا کیندر، حکومتِ مدھیہ پردیش نے تعلیمی سال 22-2021 کے لیے پہلی تا بارھویں جماعت کی اردو ذریعہ تعلیم کی درسی کتب پر نظر ثانی اور ان کی مناسب ایڈیٹنگ کے لیے یونیورسٹی کے بھوپال ریجنل سنٹر سے رابطہ کیا جسے یونیورسٹی کے ارباب اختیار نے اردو تعلیم کے فروغ کی سمت میں ایک اہم قدم تسلیم کرتے ہوئے منظور کر لیا ہے۔ اس ضمن میں ریاضی، ماحولیاتی مطالعہ، سوشل سائنس، سائنس، کامرس اور اردو زبان و ادب کی کتابوں پر نظر ثانی کے لیے ایک ورکشاپ کا انعقاد کیا گیا جس میں مانو کالج آف ٹیچر ایجوکیشن بھوپال کے اساتذہ اور دیگر ماہرین نے شرکت کی اور ان کتابوں کو حتمی شکل دی۔ یہ کتابیں این سی ای آر ٹی سے مستعار لی گئیں ہیں اور ان میں ریاستِ مدھیہ پردیش کے تعلیمی نصاب کے پیش نظر ریاستی سطح پر جو اسباق جوڑے گئے ہیں خصوصی طور پر ان پر نظر ثانی کی گئی۔

نئے انچارج وائس چانسلر پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، 31 جولائی 2020 کو سبکدوش انچاج وائس چانسلر پروفیسر فاطمہ بیگم کی وداعی تقریب میں انہیں یادگاری تحفہ پیش کرتے ہوئے۔

رکھ کر کسی اعلیٰ تعلیمی ادارے کی جانب سے سندیں عطا کی جاسکیں''۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں تحقیق اور ایجادات کے سلسلے میں ایک غیر متعین طرز کے بجائے متعین طرز کی جانب تبدیلی ہے۔ اس کے لیے ''قومی سطح پر نیشنل ریسرچ فاؤنڈیشن کے قیام، اسٹارٹ اپ، ان کیوبیشن مراکز، ٹکنالوجی ڈیولپمنٹ مراکز اور تحقیق کے دور افتادہ میدانوں کے لیے مراکز وغیرہ کی تشکیل کی گنجائش فراہم کی گئی ہے''۔ نیشنل ریسرچ فاؤنڈیشن سے یہ توقع ہے کہ وہ ایک متحرک تحقیقی ماحول کو پروان چڑھانے میں اعلیٰ تعلیمی اداروں کی مدد کرے گا، انہیں اس کا اہل بنائے گا اور تعاون فراہم کرے گا اور ایجادات کو فروغ دے گا۔ اس کا اطلاق تحقیقی اداروں پر بھی یکساں طور پر ہوگا۔ چنانچہ، اعلیٰ تعلیمی ادارے نیشنل ریسرچ فاؤنڈیشن کے ساتھ رابطہ میں رہیں گے اور طلبا میں تحقیق کے ماحول کو فروغ دیں گے، اس کے لیے تحقیق وایجاد کا ایک بنیادی پرچہ کورسز میں شامل کیا جائے گا جو بالآخر تحقیقی مراکز کے آغاز میں معاون بنے گا۔ اعلیٰ تعلیمی اداروں کو بشریات، سماجی علوم، زبان وادب، انتظامیہ وتجارت اور سائنس وٹکنالوجی ودیگر تمام میدانوں میں بین علومی تحقیق پر توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔

اس تعلیمی پالیسی میں قومی اعلیٰ تعلیمی اداروں سے بین الاقوامی اعلیٰ تعلیمی اداروں کی جانب بھی تبدیلی ہے اس کے لیے اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والی ہندوستانی یونیورسٹیوں کو بیرونی ممالک میں کام کرنے کی حوصلہ افزائی اور ایسے ہی بیرونی ممالک کی یونیورسٹیوں کو ہندوستان میں اپنے کیمپسوں کے قیام کی سہولت فراہم کی جائے گی تاکہ اعلیٰ تعلیم کو بین الاقوامی بنایا جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس قومی تعلیمی پالیسی میں بیرونی ممالک کے ساتھ ایک موزوں اور باہم مفید یادداشت مفاہمت کرنے کی بھی وکالت کی گئی ہے اور طلبا کو اس طرح کی بیرونی یونیورسٹیوں/ اعلیٰ تعلیمی ادارں میں حاصل کردہ کریڈٹس کی بنیاد پر ہندوستانی یونیورسٹیوں کی ڈگری کے حصول کا موقع فراہم کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ اس دستاویز میں ہندوستان اور بیرون ملک کے اعلیٰ تعلیمی اداروں کے درمیان حکومت ہند کی سطح پر ممکنہ کوششوں کے ذریعے امکانی تحقیقی اشتراک اور طلبا واساتذہ کے تبادلہ پروگراموں کی بھی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔

چنانچہ اعلیٰ تعلیمی ادارے اعلیٰ معیاری تدریس واکتساب، تربیت اور تحقیقی کام کو یقینی بنانے کے لیے مناسب حکمت عملیاں اختیار کریں، تدریس، تربیت وتحقیق کے لیے اعلیٰ معیار کے بیرون ملک ادارں کے ساتھ اشتراک کریں اور اساتذہ وطلبا کے تبادلہ پروگرام عمل میں لائیں اور بیرون ملک یونیورسٹیوں میں اپنے کیمپس قائم کرنے کے لیے اپنے معیار کو بلند کریں اور تعلیم کو بین الاقوامی بنانے کی غرض سے بیرونی ممالک اور حکومت ہند سے متعلق تمام معاملات کو دیکھنے کے لیے ایک بین الاقوامی طلبا دفتر قائم کریں تاکہ ''ہندوستان کو حصول تعلیم کی ایک عالمی منزل کے طور پر فروغ دیا جائے جہاں بہترین تعلیم واجبی لاگت پر فراہم ہو اور اس طرح ہم ہمارے ملک کے وشواگرو کے کردار کو بحال کرسکیں''۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں ٹکنالوجی کے محدود استعمال سے مساویانہ استعمال کی جانب تبدیلی ہے تاکہ ہندوستان کو ڈیجیٹل لحاظ سے زیادہ بااختیار سماج میں بدل دیا جائے، 'ڈیجیٹل انڈیا' کو یقینی بنایا جائے اور آن لائین وڈیجیٹل ذریعے سے تعلیم کو مستحکم کیا جائے تاکہ ''سب کے لیے معیاری تعلیم کی فراہمی میں پیش آنیوالے موجودہ ومستقبل کے چیلنجز کا مقابلہ کیا جاسکے۔ نیشنل ایجوکیشنل ٹکنالوجی فورم کے نام سے ایک خودمختار ادارہ تشکیل دیا جائے گا جو اکتساب، جانچ، منصوبہ بندی، نظم ونسق جیسے میدانوں کو بہتر بنانے کے لیے ٹکنالوجی کے استعمال کے موضوع پر خیالات وافکار کے تبادلے کا ایک پلیٹ فارم فراہم کرے گا۔ یہ اسکولوں اور اعلیٰ تعلیم دونوں کے لیے ہوگا''۔

اعلیٰ تعلیمی اداروں کو نیشنل ایجوکیشنل ٹکنالوجی فورم کے ساتھ رابطہ قائم رکھنا ہوگا اور تربیت کے ساتھ ساتھ نئی ٹکنالوجیوں کو اختیار کرنے کے لیے کوشش کرنی ہوگی اور ٹکنالوجی کی مدد سے نظام تعلیم کے تمام پہلوؤں کو سادہ اور آسان بنانا ہوگا۔ قومی تعلیمی پالیسی نے ''تدریس واکتساب اور جانچ کے عمل کی بہتری، اساتذہ کی تیاری میں تعاون اور پیشہ ورانہ تربیت، تعلیمی رسائی میں اضافہ اور تعلیمی منصوبہ بندی، انتظامیہ اور نظم ونسق بشمول داخلوں، حاضری، جانچ وغیرہ سے متعلق کارروائیوں کو ہم آہنگ بنانے کے لیے ٹکنالوجی کے استعمال کی ضرورت پر بہت زور دیا ہے''۔ اس کے علاوہ سب سے اہم بات یہ ہے کہ وہ آن لائین تعلیم کی فراہمی اور مساوات پر مبنی تعلیمی پلیٹ فارمس، مثلاً دیکشا، سویم، موکس وغیرہ کے مسائل سے نمٹنے کے لیے ڈیجیٹل ٹکنالوجی پلیٹ فارمس کا استعمال کریں۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 کی آخری مگر ایک اور اہم تبدیلی اعلیٰ تعلیمی اداروں کے لیے کسی جامع ریگولیٹری نظام کی عدم موجودگی کے بالمقابل ایک مستحکم نظام کی فراہمی ہے۔ قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے مطابق اعلیٰ تعلیمی اداروں کے ریگولیٹری نظام میں انقلابی تبدیلیاں لائی جائیں گی۔ ریگولیٹری کی کارکردگی، ایکریڈیٹیشن، مالیہ کی فراہمی اور تعلیمی معیارات کے تعین کے لیے اعلیٰ تعلیمی کمیشن برائے ہندوستان کے تحت درج ذیل چار مخصوص ادارے قائم کیے جائیں گے:

a) اعلیٰ تعلیم کے ریگولیٹری کاموں کی انجام دہی کے لیے نیشنل ہائیر ایجوکیشن ریگولیٹری کونسل (NHERC) قائم کی جائے گی اس میں میڈیکل اور قانون کی تعلیم شامل نہیں ہوگی۔

b) اداروں کے درست ایکریڈیٹیشن کو یقینی بنانے اور اس کے لیے مختلف کاموں کی انجام دہی کے لیے نیشنل ایکریڈیٹیشن کونسل (NAC) تشکیل دی جائے گی۔

c) اعلیٰ تعلیمی اداروں کو مالیہ کی فراہمی اور اسکالرشپس کی تقسیم کے امور کی انجام دہی کے لیے ہائیر ایجوکیشن گرانٹس کونسل (HEGC) قائم کی جائے گی۔

d) اعلیٰ تعلیمی پروگراموں کے لیے تعلیمی معیارات اور اکتسابی مقاصد کے تعین کے لیے جنرل ایجوکیشن کونسل (GEC) قائم کی جائے گی۔ اس کے ذریعے ''کریڈٹس کی منتقلی، مماثلت جیسے امور کے لیے سہولیتی اصولوں کا تعین کیا جائے گا، اور ان مخصوص مہارتوں کی نشاندہی کی جائے گی جنہیں طلبا تعلیمی پروگراموں کے دوران لازماً اپنے اندر پیدا کریں تاکہ اکیسویں صدی کی مہارتوں کے ساتھ ہمہ جہت طلبا کی تیاری کی جاسکے''۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 نے انڈین کونسل فار اگریکلچرل ریسرچ (ICAR)، ویٹرنری کونسل آف انڈیا (VCI)، نیشنل کونسل فار ٹیچر ایجوکیشن (NCTE)، کونسل آف آرکٹیکچر (COA)، نیشنل کونسل فار ووکیشنل ایجوکیشن اینڈ ٹریننگ (NCVET) جیسی موجودہ ریگولیٹری کونسلوں کے لیے بھی ایک منصوبہ پیش کیا ہے کہ وہ پیشہ قومی تعلیمی پالیسی 2020 نے انڈین کونسل فار اگریکلچرل

کی بات کی گئی ہے۔اس سے ’’تدریس واکتساب کے عمل پر مسلسل نظر ثانی میں مدد ملتی ہے تاکہ تمام طلبا کے اکتساب اور ترقی کی کامل سطح کو حاصل کیا جاسکے۔ یہ ہر سطح کی تعلیم کی جانچ کے لیے بنیادی اصول رہے گا‘‘۔

تعلیمی نظام میں جانچ کے طریقہ کار کی جو بنیادی تبدیلی کی گئی ہے اس کو یقینی بنانے میں اساتذہ کو مرکزی کردار ادا کرنا ہوگا۔ چنانچہ یہ ضروری ہے کہ اس معاملے میں اساتذہ کے لیے تربیتی پروگراموں کا اہتمام کیا جائے۔

اس کے علاوہ تعلیمی نظام میں 10+2+3 کے ڈھانچے سے 5+3+3+4 کے ڈھانچے کی بھی اہم تبدیلی کی گئی ہے جس میں 3 سے 18 سال کی عمر کا احاطہ کیا گیا ہے تاکہ کلی ارتقاو اکتساب اور طلبا کی مجموعی بہتری کو یقینی بنایا جاسکے۔ چنانچہ ضرورت اس بات کی ہے کہ تعلیم کے ڈھانچے میں اس کے مطابق ایک جدید تدریسیاتی اور نصابی تشکیل نو کے ساتھ ترمیم کی جائے۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں ایک اور تبدیلی یہ ہوئی کہ ہر مضمون کے نصاب میں تفصیلی مواد کو مختصر مواد سے بدل دینے کی بات کی گئی ہے تاکہ حقیقی لازمی نصابی مواد کا حصول ہو اور علاقائی سطح کے اضافی مواد کے لیے بھی گنجائش فراہم کی جائے۔اس کا مقصد یہ ہے کہ ’’طلبا میں تنقیدی سوچ اور گہرے اور زیادہ تجرباتی اکتساب کو فروغ دینے کے لیے مزید ہمہ گیر، تحقیق پر مبنی، دریافت پر مبنی، مباحثہ پر مبنی اور تجزیے پر مبنی اکتساب کا موقع فراہم کیا جائے‘‘۔

قومی کونسل برائے تعلیمی تحقیق وتربیت (NCERT) کو چاہیے کہ وہ اس تبدیلی کے مطابق نصاب/ تدریسیات کا عملی خاکہ تیار کرے اور اسی نقطہ نظر سے اساتذہ کی تربیت کے لیے بھی کوششوں کا آغاز کردے۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں ایک اور اہم تبدیلی اعلیٰ تعلیمی اداروں میں ’واحد شعبہ علم مرکوز تعلیم‘ سے ’کثیر شعبہ ہائے علوم پر مبنی تعلیم‘ کو متعارف کروانا ہے۔ تعلیمی نظام اور الگ الگ تعلیمی اداروں کو یکساں طور پر بنیادی ہدایت دینے کے لیے جو اساسی اصول طے کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ایک ’’کثیر علومی دنیا کے لیے سائنسی علوم، سماجی علوم، فنون، بشری علوم اور اسپورٹس پر مشتمل ایک کلی اور کثیر علومی طرز تعلیم پر توجہ دیتے ہوئے تمام علوم کی یکجہتی اور ارتباط کو یقینی بنایا جائے‘‘۔اس سے ہم ملک کے ہر حصے میں قابل، ہمہ گیر صلاحیت اور تخلیقی صفت کے حامل نوجوانوں کی تیاری کے قابل ہوسکیں گے۔اس کے علاوہ یہ طریقہ دستور میں واضح کردہ کی طرح ہندوستان کے فروغ کے لیے اسے ایک علمی سماج بنانے کے لیے اور مستحکم روزگار کے ساتھ ساتھ ملک کی معاشی ترقی کے حصول کے لیے بنیادی مسائل کے حل میں بھی مددگار ثابت ہوگا۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں کثیر علومی تعلیمی نظام پر زور دینے کے ساتھ ساتھ آرٹس، سائنس اور پیشہ ورانہ تعلیم میں علم کی تقسیم کے بجائے ایک کلی طرز تعلیم کی جانب اور نصابی وزائد از نصابی سرگرمیوں میں تقسیم کے بجائے کلی طرز کی سرگرمیوں کی جانب توجہ منتقل کی گئی ہے تاکہ ہندوستان کی طویل کثیر علومی تعلیمی روایت، جسے ’64 فنون کا علم‘ یا ’تکشا شلہ‘ اور ’نالندہ‘ جیسی قدیم ہندوستانی یونیورسٹیوں کے فنون کہا جاتا ہے اس کا احیا کیا جاسکے۔قومی تعلیمی پالیسی دستاویز میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ ’’مختلف النوع فنون کا علم ہندوستانی تعلیم میں واپس لایا جائے کیوں کہ اکیسویں صدی کے لیے اسی طرز تعلیم کی ضرورت ہے‘‘۔

اس کے علاوہ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں موجودہ تعلیمی نظام کے داخلے اور فراغت کے مرحلوں میں بھی سختی سے لچک کی جانب تبدیلی کی گئی ہے تاکہ تعلیم کے تسلسل کے لیے موقع فراہم کیا جائے اور مجموعی داخلہ تناسب (GER) میں اضافہ ہو، اور اس کے مطابق ڈگری پروگراموں کی ساخت اور ان کی طوالت کو بھی موافق بنایا جائے۔قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں زیادہ کلی طرز تعلیم پر زور دیا گیا ہے اور کثیر علومی تعلیم پر خصوصی توجہ مرکوز کی گئی ہے جس کے تحت ’’انڈر گریجویٹ ڈگری 3 یا 4 سال کی مدت کی ہوسکتی ہے اور اس مدت میں موزوں سند کے ساتھ کورس سے نکلنے کے ایک سے زائد مواقع فراہم ہوں گے، یعنی کسی شعبہ علم یا میدان بشمول ووکیشنل یا پیشہ ورانہ کورس کے ایک سال کی تکمیل پر سرٹی فیکیٹ، یا دو سال کی تکمیل پر ڈپلوما، یا تین سالہ پروگرام کی تکمیل پر بیچلر ڈگری یا چار سالہ پروگرام کی تکمیل پر ڈگری مع ریسرچ دی جائے گی بشرطیکہ طلبا اپنی تعلیم کے اصل میدان میں، اعلیٰ تعلیمی ادارے کی جانب سے طے کردہ ریسرچ پروجکٹ کی تکمیل کرلیں‘‘۔اس کے علاوہ قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں اعلیٰ تعلیمی اداروں کو ذیل کے مطابق پوسٹ گریجویٹ پروگرام چلانے میں زیادہ لچک حاصل رہے گی:

’’a) تین سالہ بیچلر پروگرام مکمل کرنے والے طلبا کے لیے دو سالہ پوسٹ گریجویٹ پروگرام رہے گا جس میں دوسرا سال مکمل طور پر تحقیق کے لیے مختص رہے گا۔

b) چار سالہ بیچلر پروگرام مع تحقیق مکمل کر کے آنے والے طلبا کے لیے ایک سالہ پوسٹ گریجویٹ پروگرام رہے گا۔

c) پانچ سالہ انٹیگریٹیڈ بیچلر/ ماسٹرس پروگرام بھی ہوسکتا ہے۔(NEP,2020)‘‘

قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں یہ بھی موقع فراہم کیا گیا ہے کہ تحقیق بحیثیت مضمون کے ساتھ جو طلبا پوسٹ گریجویٹ یا گریجویشن کی ڈگری حاصل کرتے ہیں وہ پی ایچ ڈی پروگرام کرنے کے اہل ہوں گے۔ یونیورسٹیوں میں تحقیق کو فروغ دینے کے لیے یہ ایک غیر معمولی اقدام ہے اور مستقبل میں ایم فل کا پروگرام نہیں ہوگا۔حکومت ہند کا یہ اقدام آئی آئی ٹی اور این آئی ٹی جیسے اداروں میں تکنیکی ڈگری کی تعلیم حاصل کرنے والے بے شمار طلبا کے لیے کافی فائدہ مند ہوگا۔

اس موقع پر یہ بات واضح کردینا ضروری ہے کہ شعبوں/مراکز کے بورڈس آف اسٹڈیز، اسکولس آف اسٹڈیز کے اسکول بورڈس اور اعلیٰ تعلیمی اداروں کی اکیڈمک کونسلوں کو مذکورہ بالا میدانوں میں کی جانے والی بنیادی تبدیلیوں، یعنی علم کے مختلف میدانوں میں تقسیم کی تخفیف، نصاب کے عملی خاکے کی تیاری، داخلے اور اخراج کے مراحل کی نشاندہی اور ڈگری پروگراموں کی ساخت اور مدت کے تعین میں مرکزی اور اہم کردار ادا کرنا ہوگا۔اس کے علاوہ اعلیٰ تعلیمی اداروں کو اکیڈمک بینک آف کریڈٹس (ABC) کے ساتھ بھی رابطہ رکھنا ہوگا، جس کے قیام کی تجویز قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں کی گئی ہے، ’’جہاں مختلف اعلیٰ تعلیمی اداروں سے حاصل کیے جانے والے تعلیمی کریڈٹس کو ڈیجیٹل طریقے سے محفوظ کیا جائے گا تاکہ ان حاصل کردہ کریڈٹس کو پیش نظر

قومی تعلیمی پالیسی، 2020: امتیازی خصوصیات کا تجزیہ اور موثر نفاذ کا لائحہ عمل

(پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، کارگزار وائس چانسلر، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدر آباد)

قومی تعلیمی پالیسی-2020 کی دستاویز کا آغاز فرد، معاشرے اور ملک کی مجموعی ترقی کے لیے تعلیم کی اہمیت کی وضاحت سے ہوتا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے ''انسانی صلاحیت کو درجہ کمال تک پہنچانے، ایک مساویانہ اور منصفانہ معاشرے کے فروغ اور ملک کی ترقی میں پیش رفت کے لیے تعلیم اساسی حیثیت رکھتی ہے''۔ قومی تعلیمی پالیسی-2020 کا مقصد خود اس کے دستاویز میں اس طرح بیان کیا گیا ہے ''بلا امتیاز مقام رہائش تمام طلبا، بالخصوص تاریخی اعتبار سے حاشیے پر کردیے گئے، محروم اور کم نمائندگی والے طبقات کو ایک معیاری تعلیمی نظام کی فراہمی، اور اچھے انسانوں کی تیاری ہے جو کہ معقول فکر و عمل کے اہل ہوں، ہمدردی ورحم دلی، عزم وحوصلہ، سائنسی مزاج اور تخلیقی تخیل کے ساتھ مستحکم اخلاقی اقدار کے حامل ہوں'' (قومی تعلیمی پالیسی، 2020؛ این سی ای آر ٹی، 2020)۔ قومی تعلیمی پالیسی، 2020 کا ہدف یہ ہے کہ ''ہمارے دستور میں بیان کردہ ایک مساویانہ، شمولیتی اور تکثیری سماج کی تعمیر کے لیے پیداواری صلاحیت اور اس میں حصہ لینے والے شہریوں کو تیار کرنا ہے''۔

دستاویز میں قومی تعلیمی پالیسی 2020 کا ویژن اس طرح بیان کیا گیا ہے: ایک ایسے نظام تعلیم کی تشکیل کی جائے جس کی جڑیں ہندوستانی اخلاقیات میں پیوست ہوں تا کہ ہندوستان یعنی بھارت کو علم کا ایک متحرک عالمی سوپر پاور بنایا جائے، جس کے لیے یونیسکو کے عالمی تعلیمی شہری کے نظریہ کو اختیار کیا جائے گا جو کہ عالمی شہریت میں معاون اقدار، رویوں اور ذمہ دارانہ طرز عمل کو پروان چڑھانے کی وکالت کرتا ہے تا کہ مستحکم ترقی کا مقصد حاصل کیا جاسکے (یونیسکو، 2015)۔

سابقہ تعلیمی پالیسی کے نفاذ کے زائد از تین دہوں کے بعد مرکزی کابینہ نے جولائی 2020 میں قومی تعلیمی پالیسی 2020 کو منظور کیا۔ درحقیقت یہ 'خود مکتفی ہندوستان' کو جسے ہمارے عزت مآب وزیر اعظم شری نریندر مودی جی نے 'آتمانر بھر بھارت' قرار دیا ہے، کو یقینی بنانے کے لیے تعلیم کا ایک 'تفصیلی نقشہ' کار ہے۔

سابقہ پالیسیوں نے تعلیم میں رسائی اور مساوات سے متعلق دو امور پر کافی حد تک توجہ دی ہے جیسا کہ پالیسی دستاویز میں اس کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ سابقہ قومی تعلیمی پالیسی اور منصوبہ عمل میں جو ایجنڈہ نامکمل رہ گیا تھا اب اس پر قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں موزوں انداز سے توجہ دی گئی ہے۔ یہ موجودہ حکومت کا ایک بہترین اقدام ہے اور مذکورہ دستاویز نہ صرف جامع ہے بلکہ اسے پچھلے تین دہوں کی ایک انقلابی پالیسی قرار دیا گیا ہے۔

بلاشبہ 'قومی تعلیمی پالیسی 2020' اس لحاظ سے ایک غیر معمولی پالیسی ہے کہ اسے ملک کے تمام شعبہ ہائے حیات سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے خیالات، امنگوں اور ضروریات کو ملحوظ رکھ کر تشکیل دیا گیا ہے۔ مباحثے اور مشاورت کے وسیع مراحل سے گزرنے کی وجہ سے یہ تعلیمی پالیسی قومی توقعات اور مسائل کے حل کی ایک علامت بن کر ابھر آئی ہے۔

یہ پالیسی اس اعتبار سے نہایت جامع ہے کہ اس کا ہدف اسکولوں سے لے کر اعلیٰ تعلیمی اداروں تک کے پورے ہندوستان کے تعلیمی نظام کے رخ، مرکز توجہ، مقاصد، ڈھانچے اور اس نظام کو چلانے کی نئی صورت گری کرنا ہے تا کہ ہماری 'مادر ہند' کو تعلیم کے میدان میں 'وشوا گرو' بنایا جاسکے۔

یہ اس لحاظ سے ایک غیر معمولی پالیسی ہے کہ اس میں ماضی سے سبق حاصل کیا گیا ہے، حال کو پیش نظر رکھا گیا ہے اور مستقبل کی پیش بینی کی گئی ہے تا کہ نوجوانوں کو ان کی امنگوں اور ضرورتوں کے مطابق تعلیم فراہم کی جائے اور ایک متحرک و مساویانہ علمی سماج تشکیل دیا جائے جس کے ذریعے عالمی مسائل کو حل کرنے کی کوشش ہو تا کہ انسانوں کی مہذب بقا کو یقینی بنایا جاسکے۔

آخری لیکن اہم بات یہ کہ قومی تعلیمی پالیسی اس اعتبار سے انقلابی ہے کہ یہ سابقہ پالیسی سے کئی اعتبارات سے بالکل الگ ہے، کیوں کہ اسے نہ صرف اس لیے تشکیل دیا گیا ہے کہ عالمی سطح کی معیاری تعلیم کو یقینی بنایا جائے بلکہ اس لیے بھی کہ اس کے ذریعے علاقائی زبانوں، فنون اور ثقافت کو بھی فروغ دیا جائے تا کہ ہمارے عظیم ملک کی عظیم ثقافت کو برقرار اور سر بلند رکھا جائے۔ جب تک اس بات کی نشاندہی نہ کی جائے کہ یہ سابقہ پالیسی سے کیسے مختلف ہے تب تک ہندوستان کو ایک متحرک جمہوری سماج بنانے اور اسے ایک تعلیمی سوپر پاور کے طور پر اوپر اٹھانے کے لیے پالیسی کی حقیقی روح کے ساتھ اس کے موثر نفاذ کا لائحہ عمل ترتیب دینا آسان نہ ہوگا۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں ایک بنیادی تبدیلی ہے، جس کے تحت پانچویں جماعت تک لازماً اور ترجیحی طور پر آٹھویں کلاس اور جہاں ممکن ہو اس سے آگے مادری زبان کے ذریعے تعلیم دی جائے اور اس کا اطلاق مساوی طور پر سرکاری و نجی دونوں قسم کے اسکولوں پر ہوگا۔ مادری زبان کو ذریعہ تعلیم بنانے کی بدولت پالیسی میں یہ تبدیلی قومی شمولیت اور قومی ثقافت کے فروغ کا یقیناً سبب بنے گی۔

فی الحال، اس کے لیے جو کام انجام دینا ضروری ہے وہ یہ کہ مرکزی و ریاستی حکومتیں اور نجی اسکولوں کے انتظامیہ اپنے دائرہ کار اور دائرہ اختیار میں موجود اسکولوں میں مادری زبان کو ذریعہ تعلیم کی حیثیت سے متعارف کروائیں۔

قومی تعلیمی پالیسی میں ایک اور اہم تبدیلی معلومات پر مبنی تعلیم سے معلومات اور ہنر پر مبنی تعلیم ہے۔ تمام سطحوں پر طلبا میں مطلوبہ مہارتوں کو پروان چڑھانے کے لیے اجتماعی نصاب اور تدریسیاتی اقدامات کیے جائیں گے جن میں عصری مضامین کو متعارف کروانا بھی شامل ہے۔ فی الوقت اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کے مطابق ایک جامع نصاب تیار کیا جائے جس میں معلومات کے علاوہ مہارتوں کے لیے بھی گنجائش ہو۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 میں ایک اور اہم تبدیلی اسکولوں میں طلبا کی جانچ کے حوالے سے کی گئی ہے جس میں از بر کرنے کے طریقے سے استعداد کی جانچ کے طریقہ کو اختیار کرنے

National Education Policy 2020
Ministry of Human Resource Development
Government of India

یونیورسٹی یہ کام کرسکتی ہے کیوں کہ یہ ہندوستان کا ایک صف اول کا اعلیٰ تعلیمی ادارہ ہے اورآوٹ لک ICARE کی جانب سے ہندوستان کی مرکزی یونیورسٹیوں کی سالانہ درجہ بندی فہرست میں اسے 25 واں مقام حاصل ہوا ہے، یہ درجہ بندی تعلیم، تحقیق، مہارت، صنعتوں کے ساتھ رابطہ، بھرتیوں، بنیادی ڈھانچہ، اساتذہ، نظم و انصرام، داخلوں، تنوع اور رسائی کی بنیاد پر کی گئی تھی۔ یہ کامیابی حکومت اور یو جی سی کی جانب سے امداد کی منصفانہ وآزادانہ اجرائی، اعلیٰ ارباب مجاز کے ویژن و مشن، اساتذہ کی تدریس وتحقیق کے کاموں میں لگن، غیر تدریسی عملے کے اوپر سے نیچے کی سطح تک کے تمام افراد کی شمولیتی کارکردگی اور تعلیم میں عمدہ کارکردگی کے لیے طلبا وریسرچ اسکالرس کی دلچسپی، جستجو، جذبہ اور سخت محنت کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے تناظر میں مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی یقیناً اس کے کامیاب نفاذ کے لیے ایک لائحہ عمل تشکیل دے گی تاکہ موثر انداز سے اس کے خواب کو پورا کیا جاسکے۔ اس حوالے سے یونیورسٹی نے قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے مطابق پیش رفت کرتے ہوئے مختلف اقدامات کا آغاز کردیا ہے اور اس موضوع پر مختلف قومی ویبینار بھی منعقد کیے ہیں جن میں ڈاکٹر کستوری رنگن جی کے ساتھ ایک باہمی رابطے کا پروگرام بھی شامل ہے۔

اس کے علاوہ اسی پہلو کو پیش نظر رکھ کر یونیورسٹی نے قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے موضوع پر الکلام میگزین کا ایک خصوصی شمارہ بھی شائع کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس کی وجہ سے قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے کامیاب نفاذ کی خاطر مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی کا لائحہ عمل تشکیل دینے میں ٹھوس پیش رفت ہوسکے گی۔ اور اس کے ذریعے سماج کو معیاری تعلیمی ثمرہ دیا جائے گا تاکہ انسانیت کے حقیقی مسائل حل ہوں اور موجودہ دنیا کی ضرورتوں کی بھی تکمیل ہو۔

***

مانو اور ڈاکٹر عبدالحق اردو یونیورسٹی کے درمیان یادداشت مفاہمت

مولانا آزاد نیشنل اُردو یونیورسٹی، حیدرآباد کے قومی سطح پر اردو ذریعہ تعلیم کے فروغ میں قائدانہ رول کی توثیق کے طور پر 24/فروری کو ڈاکٹر عبدالحق اردو یونیورسٹی، کرنول نے تحقیق، مختلف شعبوں میں عمومی تعاون اور اساتذہ وطلبہ کے تبادلہ کے لیے یونیورسٹی کے ساتھ ایک یادداشت مفاہمت پر دستخط کیے۔ دونوں جامعات نے ہیومانٹیز، ثقافت، اردو، عربی زبان و ادب؛ مینجمنٹ و اسلامک اسٹڈیز، ایجوکیشن اور ٹکنالوجی جیسے شعبوں میں تعاون پر اتفاق کیا ہے۔ پروفیسر صدیقی محمد محمود، رجسٹرار انچارج، مانو اور پروفیسر بی سرینواسلو، رجسٹرار، عبدالحق یونیورسٹی نے یادداشت مفاہمت پر دستخط کیے۔ اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ، وائس چانسلر انچارج نے کہا کہ یادداشت مفاہمت کی اہم وجہ دونوں یونیورسٹیوں کا اردو سے تعلق ہے۔ انہوں نے کہا کہ جامعہ عثمانیہ کے اردو موقف کے اختتام کے بعد 1998 میں مانو کا قیام اردو عوام کی لسانی اور تعلیمی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے عمل میں آیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ یادداشت مفاہمت تو ہوجاتی ہے لیکن اس پر عمل آوری کو بھی یقینی بنانا ضروری ہے۔ اس کے لیے یادداشت کمیٹی اس پر عمل آوری پر توجہ دے۔ پروفیسر مظفر شہ میری، وائس چانسلر، عبدالحق یونیورسٹی نے کہا کہ مانو کی حیثیت اردو کے گھرانے کے بڑے بھائی کی سی ہے۔ اگر وہ دستِ تعاون دراز کرے تو عبدالحق یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے اردو طلبہ کو بڑا فائدہ ہوگا۔ زیادہ تر لڑکیوں کو گھر سے دور جانے کی اجازت نہیں ہوتی ایسے میں مانو کے تعاون سے انہیں یہاں کے کیمپس کا دورہ کروایا جائے تو اس سے ان کی حوصلہ افزائی ہوگی اور وہ آگے بڑھیں گی۔

پروفیسر صدیقی محمد محمود، رجسٹرار انچارج، مانو نے کہا کہ اس یادداشت کا مقصد دونوں یونیورسٹیوں کو ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہوئے ترقی کی جانب آگے بڑھنا ہے۔ پروفیسر بی سرینواسلو، رجسٹرار عبدالحق یونیورسٹی نے اپنی جامعہ کی کارکردگی پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ 4 سال قبل یونیورسٹی نے 60 طلبہ سے آغاز کیا تھا اب اس میں 400 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ جناب ایم جی گناسیکھرن، فینانس آفیسر مانو؛ ڈاکٹر پارا برہمیا، سابق فینانس آفیسر، عبدالحق یونیورسٹی؛ پروفیسر حسیب الدین قادری، صدر نشین یادداشت مفاہمت کمیٹی، مانو نے بھی اظہار خیال کیا۔ پروفیسر نسیم الدین فریس، ڈین اسکول برائے لسانیات نے کاروائی چلائی۔ پروفیسر سنیم فاطمہ، کنویز ایم او یو کمیٹی و ڈین تعلیمات نے خیر مقدم کیا اور شکریہ ادا کیا۔

پروفیسر صدیقی محمد محمود یادداشت مفاہمت پر دستخط کرتے ہوئے پروفیسر مظفر شہہ میری اور پروفیسر بی سرینواسلو بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔

پروفیسر صدیقی محمد محمود مانو کے نئے رجسٹرار انچارج مقرر

ماہر تدریس اساتذہ پروفیسر صدیقی محمد محمود نے رجسٹرار انچارج، کی حیثیت سے 31/جولائی 2020 کی دوپہر پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ سے جائزہ حاصل کرلیا۔ پروفیسر صدیقی، یونیورسٹی کے اسکول برائے تعلیم وتربیت کے ڈین بھی ہیں۔ ان کا یکم/اپریل 2008ء میں یونیورسٹی میں بحیثیت پروفیسر تقرر ہوا تھا۔ وہ یونیورسٹی کے کالج برائے تدریس اساتذہ، بھوپال اور دربھنگہ میں بھی بحیثیت پرنسپل برسرکار رہ چکے ہیں۔ پروفیسر صدیقی، صدر شعبۂ تعلیم وتربیت اور کنٹرولر امتحانات انچارج کے طور پر بھی خدمات انجام دے چکے ہیں۔

وائس چانسلر کے قلم سے......

پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ

عزیز دوستو!

2020 کا سال کووِڈ19 اور پوری دنیا میں اس کے غیر معمولی اثرات کے لیے یاد رکھا جائے گا۔اس کے اثرات آج بھی محسوس کیے جا رہے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ کرونا کا خطرہ ابھی ٹلا نہیں ہے۔ ہمیں اس کے خلاف لڑائی کو پوری شدت کے ساتھ جاری رکھنے کی ضرورت ہے۔ اچھی خبر یہ ہے کہ ہمارے ملک میں اس کا ویکسین تیار کرلیا گیا ہے اور کامیابی کے ساتھ اسے لگایا بھی جا رہا ہے۔ چنانچہ ہم اس موقع پر ہماری مرکزی و ریاستی حکومتوں، صحت عامہ اور محکمہ پولیس کے عملے، صفائی کے کارکنوں اور سائنسدانوں کو ان کی خدمات اور اپنی جان کی پروا کیے بغیر انسانوں کی حفاظت کے لیے کی جا رہی کوششوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

اس وبا کے ذریعے جو ناقابل قیاس سنگین بحران پیدا ہوا ہے اس نے تعلیم کے بشمول زندگی کے تمام شعبوں کو بری طرح متاثر کیا ہے۔اس کا نتیجہ یہ ہے کہ پوری دنیا میں آن لائین تدریس جنگل کی آگ کی طرح پھیل چکی ہے۔اسے ہم عام زبان میں شر سے خیر کا پہلو کہہ سکتے ہیں۔ ہم اطلاعاتی و مواصلاتی ٹکنالوجی کے ذریعے حاصل ہونے والی غیر معمولی سہولتوں سے اچھی طرح واقف تھے۔لیکن ورچول کلاس روم کی حقیقی قوت اور استعداد کا اندازہ ہمیں کووِڈ- 19 کی وبا کے دوران ہی ہوا۔ ملک میں بالخصوص دور افتادہ علاقوں تک اطلاعاتی و مواصلاتی ٹکنالوجی کی توسیع اور اس کے استعمال میں غیر معمولی اضافے کی وجہ سے آن لائین تدریس کو ایک وسیلے کے طور پر اختیار کرنے میں کافی مدد ملی اور ہم اپنی تمام تعلیمی سرگرمیوں کو بغیر کسی رکاوٹ کے جاری رکھ سکے۔ ہم نے داخلے (ریگولر اور فاصلاتی طرز پر)، کلاسیس، امتحانات اور بڑی تعداد میں مختلف موضوعات پر ویبنار کا کامیابی کے ساتھ انعقاد عمل میں لایا۔لہٰذا ہم مرکز برائے اطلاعاتی ٹکنالوجی، مرکز برائے تدریسی ذرائع ابلاغ، نظامت داخلہ، شعبۂ امتحانات، ڈینس، ڈائرکٹرس، صدور شعبہ جات، لائبریرین، پرووسٹ اور ان کی ٹیم، پراکٹر اور ان کی ٹیم، سٹیلائٹ کیمپسس، نظامت فاصلاتی تعلیم، علاقائی مراکز، ذیلی علاقائی مراکز، صدورِ صیغہ جات اور تدریسی و غیر تدریسی عملے کے ساتھ ساتھ تمام طلبہ اور ریسرچ اسکالرس کے بھی ممنون ہیں کہ ان سب نے اس صورت حال کی سنگینی کو محسوس کیا اور اپنا ساتھ اور مدد فراہم کرتے ہوئے پورے جذبے کے ساتھ آن لائین تدریس اور دیگر انتظامی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔

2020 کا سال نئی قومی تعلیمی پالیسی 2020 کے سال کی حیثیت سے بھی یاد رکھا جائے گا، جس کا اعلان حکومت ہند نے ہمارے دور اندیش اور حرکیاتی وزیر اعظم جناب نریندر مودی جی کی قیادت میں کیا۔ یقیناً یہ ایک غیر معمولی، جامع، اور انقلابی پالیسی ہے، کیوں کہ اس کا ہدف تعلیمی اسکولی سطح سے لے کر اعلیٰ تعلیم کے تمام اداروں کے مرکزِ توجہ، مقاصد، رخ، ڈھانچہ اور کارکردگی کے پورے نظام کو تبدیل کرنا ہے۔

جیسا کہ پالیسی دستاویز میں خود کہا گیا ہے، ''پالیسی کا ویژن یہ ہے کہ طلبا میں ہندوستانی ہونے کا گہرا احساسِ فخر جاگزیں کیا جائے، یہ احساس صرف احساس ہی میں نہیں بلکہ جذبے، ذہن، افعال میں بھی ہو اور ساتھ ہی ساتھ ان میں ایسی معلومات، مہارتیں، اقدار اور مزاج پیدا کیا جائے جو انسانی حقوق، مستحکم زندگی اور ترقی، اور عالمی سطح پر بہتر انسان کی حیثیت سے ذمہ دارانہ عہد کے لیے معاون ہوں اور جو ایک حقیقی عالمی شہری ہونے کی عکاسی کریں''۔اس پالیسی میں یہ ارادہ بھی ظاہر کیا گیا ہے کہ ہم اپنے مادر وطن، ہندوستان کو ''معلومات کا عالمی سوپر پاور'' اور زیادہ ''خود کفیل'' ملک بنائیں اور اس طرح وہ ایک ''وشوا گرو'' بن جائے۔

قومی تعلیمی پالیسی 2020 کی پیچیدگیوں کو سمجھنے اور اس کو اپنی حقیقی روح کے ساتھ نافذ کرنے کے لیے یونیورسٹی کی جانب سے متفقہ اور مرکوز کوششوں کی ضرورت ہے تاکہ اس کا بھرپور فائدہ مل سکے۔ مجھے اس بات کی امید اور یقین ہے کہ مولانا آزاد نیشنل اردو

الکلام

مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی میگزین

Al kalam

اپریل 2021، شمارہ XXIX

قومی تعلیمی پالیسی 2020

خصوصی شمارہ

صنفی تشدد پر قومی ویبنار:
محترمہ ریکھا شرما، صدر نشین، قومی خواتین کمیشن
(اوپر بائیں)۔ جناب ڈالفی ڈسوزا، (اوپر دائیں)
کے علاوہ پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ،
پروفیسر عامر اللہ خان، پروفیسر شاہدہ مرتضیٰ،
جناب آشش شکلا کے علاوہ تیزاب حملہ سے متاثرہ
محترمہ روپا اور محترمہ پرمودنی راول بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔

آہ! پروفیسر محمد ظفر الدین چلے گئے...

محترمہ افشاں رحمٰن بھی نہیں رہیں...